مجلہ تحریک طالبان پاکستان
24
شعبان المعظم ۱۴۴۵ ھ ق بمطابق مارچ ۲۰۲۴

- رسوائی ہے ان کیلئے جن کی مغفرت نہ ہو
- رمضان المبارک، دینی اور ملّی تقاضے
- ہمارے غلام حکمران

MUJALLAH

TALIBAN 24

SHAABAN 1445, MARCH 2024

umarmedia.com



فہرست مضامین

اداریہ

عدالت بمقابلہ سیاستدان

ہمارے وطن کو مسائل کا گڑھ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، کیونکہ بچے کی پیدائش کے وقت برتھ سر ٹیفیکٹ بنانے سے لیکر ڈیتھ سر ٹیفیکیٹ کے اجراء تک میں اس کے باسیوں کو قطار میں کھڑا کر کے دھکے لگوائے جاتے ہیں اور کام صرف اس کا ہوتا ہے جو پیسوں کا پل باندھ کر کرسی والے تک پہنچتا ہے ایسا ہی ایک مسئلہ یہاں کی عدالتوں کا بھی ہے کہ یہاں عام لوگ تو کیا بڑے بڑے جابرہ بھی شکوہ کر جاتے ہیں اور وقت آنے پر حقائق بیان کرنے بھی لگ جاتے ہیں

پارلیمنٹ اراکین اور ججز کے درمیان اختیارات اور ایک دوسرے کو طلب کرنے کی تو تو میں میں تو خیر ایک جزوی مسئلہ ہے مگر ہم گزشتہ ستتر سالوں سے دیکھتے آرہے ہیں کہ انتقامی سیاست میں عدالت براہ راست ایک پلڑے کی طرف مائل اور ملوث رہی ہے اور چند مرلے جائیداد کا تنازعہ حل نہ کرنے والی عدالتیں بڑے بڑے مسائل حل کرنے کیلئے رات بارہ بجے کھل جاتی ہیں اس پر عمر میڈیا کے سلسلہ "زیر نظر" کی ایک ویڈیو بھی موجود ہے ہم بحیثیت مجاہدین تحریک طالبان پاکستان اس بات پر حیران ہیں کہ یہی آئین شکن حکمرانان اور عدالتیں اور ان کی حفاظت کرنے والی فوج و پولیس ہمیں کس آئین، کس پارلیمنٹ، کونسے دائرے اور کس عدالت کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ جبکہ یہی عدالتیں پارلیمنٹ اور بالعکس خود ایک دوسرے پر بھی الزامات لگاتے ہیں فوجی کردار پر بات کرنے کی شاید یہاں ضرورت نہ ہو اس لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کے مسائل کا حل نہ پارلیمنٹ میں ہے، نہ یہ نام نہاد قانون دان و ججز اس ملک کو سنبھال سکتے ہیں اور نہ ہی یہ کام فوج سے ہو پایا ہے بلکہ ان سب مسائل کا حل اس نظام میں ہے جس کیلئے یہ ملک حاصل ہوا ہے۔ لہٰذا آیئے اور مسائل کا حل تلاش کرنے کیلئے تحریک طالبان پاکستان کا ساتھ دیکر اس ملک کی عزت و آبرو بچاتے ہوئے اس میں اسلامی نظام کا بول بالا کریں



پاکستان میں حالیہ انتخابی ڈرامہ، دینی سیاسی جماعتوں کے لیے لمحۂ فکریہ

ابو محمد

ماضی کی طرح حال میں بھی وطن عزیز پاکستان میں عام انتخابات ہوئے جن پر ملک و قوم کے اربوں روپے خرچ ہوئے۔ قوم پرست و جمہوریت پسند سیاسی جماعتوں کے ساتھ ساتھ دینی و مذہبی سیاسی جماعتوں نے بھی ان انتخابات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ زندہ باد و مردہ باد کے نعروں کے ساتھ ساتھ اسلامی انقلاب کے نعروں کا بھی خوب شور و غل رہا مگر نتیجہ... وہی صفر رہا ہمیشہ کی طرح دینی سیاسی جماعتوں کو کھڈے لائن لگا دیا گیا۔ یہ انتخابی نتائج دینی سیاسی جماعتوں کے لیے لمحۂ فکریہ ہیں کہ اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے وطن میں اسلام پسندوں کو ہی شکست کا سامنا ہے

دینی سیاسی جماعتوں کو اب اس حقیقت کا ادراک کرنا ہو گا کہ پاکستان میں جمہوریت صرف برائے نام ہے، یہاں اقتدار صرف انہی جماعتوں کو منتقل ہوتا ہے جو اسٹیبلشمنٹ کی منظور نظر ہوں، اسٹیبلشمنٹ اور اس کے مغربی آقا کبھی یہ نہیں چاہیں گے کہ پاکستان میں اسلام پسند قوتوں کو اقتدار حاصل ہو اس بات کی توثیق و شہادت کے لیے پاکستان کی 77 سالہ تاریخ سب کے سامنے ہے

ضرورت اس بات کی ہے کہ دینی سیاسی جماعتیں پاکستان میں جاری اس نام نہاد جمہوری ڈرامے سے کنارہ کشی اختیار کریں اور حقیقی معنوں میں اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق غلبۂ دین کے لیے مسلح جدوجہد کا راستہ اپنائیں جو کہ علماء حق کا بتایا ہوا راستہ ہے۔ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ نے ببانگ دہل فرمایا تھا کہ پاکستان میں جمہوریت کے راستے کبھی بھی اسلام نہیں آسکتا۔ اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے مسلح جدوجہد کی ضرورت ہے۔ لہذا دینی سیاسی جماعتوں سے وابستہ قیادت اور کارکنان کو سوچنا ہو گا کہ آخر کب تک وہ اپنا وقت اور سرمایہ اس نام نہاد جمہوریت کے ذریعے غلبہ اسلام کے سراب کے لیے کھپاتے رہیں گے؟

خدارا...! ہوش کے ناخن لیں اور اس راستے کا انتخاب کیجیے جس پر چلنے پر کامیابی کا وعدہ اللہ اور اس کے رسول نے کیا ہے اور وہ راستہ جہاد فی سبیل اللہ کا راستہ ہے، یعنی مسلح جدوجہد کا راستہ

تذکرہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

استاد ذاکر

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ قریش کی شاخ اسد سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؓ حضور اقدس ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور ایک رشتے سے آپؐ حضرت زبیرؓ کے پھوپھا بھی تھے کہ اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ حضرت زبیرؓ کی پھوپھی تھیں۔ حضرت زبیرؓ آپؐ کے ہم زلف بھی تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بڑی بہن اسمآء بنت ابی بکرؓ ان کی زوجہ تھیں ۔ اس طرح آپؓ ذاتِ نبویؐ سے کئی طرح کی رشتہ داریاں رکھتے تھے۔

حضرت زبیرؓ ہجرتِ نبویؐ سے ۲۸ سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کی والدہ حضرت صفیہؓ بعثتِ نبویؐ کے آغاز میں ہی مسلمان ہو گئی تھیں۔ آپؓ بھی ۸ یا ۱۵ سال کی عمر میں عنفوانِ شباب میں ہی حلقہ بگوشِ اسلام ہوگئے۔ آپ سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ آپؓ نے دینِ حق کو پورے شعور و ادراک سے قبول کیا اور اس پر ابتلاء و آزمائش سے گزرے، مگر صبر و استقامت سے راہِ حق پر ڈٹے رہے۔ آپؓ کے چچا جو آپؓ کے نگران تھے، سزا دیتے، مگر آپؓ نے دوٹوک جواب دیا کہ میں کفر کی طرف کبھی نہیں لوٹوں گا۔

آپؓ نے پہلے حبشہ کی طرف اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ آپ عشرہ مبشرہ (وہ دس صحابہ کرامؓ، جنھیں آپؐ نے جنت کی بشارت سنائی) میں سے بھی ہیں۔ آپؓ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپؓ سے ۳۸ احادیثِ نبویؐ مروی ہیں۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے لیے خط و کتابت بھی کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ حضرت زبیرؓ کے متعلق فرمایا کہ: ”زبیرؓ دین کے ارکان میں سے ایک رکن ہے“۔ یہی وجہ ہے کہ آپؓ حضرت عمرؓ کے منتخب اصحابِ شوریٰ برائے خلافت کے ممبر تھے۔

آپؓ بہادر، شہسوار، سخاوت کے خوگر صحابہ کرامؓ میں سے ہیں۔ آپؓ کی جنگی صلاحیتوں کی پرورش میں آپؓ کی والدہ کی تربیت کا بڑا عمل دخل تھا۔ آپؓ سخت جان شہسواروں میں شمار ہوتے تھے۔ آپؓ دراز قد تھے۔ گھوڑے پر سوار ہوتے تو پاؤں زمین پر لگتے تھے۔ مضبوط جسم اور بازوؤں کے مالک تھے۔ آپؓ خلافتِ راشدہ کے دور میں بھی معرکوں میں شریک ہوئے۔ آپؓ نے جنگِ یرموک اور فتح مصر میں بھی حصہ لیا۔ فتح مصر کے لیے حضرت عمرو بن العاصؓ نے کمک اور مدد مانگی تو حضرت عمرؓ نے ۱۰ ہزار کا لشکر اور چار فوجی افسر بھیجے، اور خط لکھا کہ: ”ان چاروں افسروں میں سے ہر ایک ایک ہزار سواروں کے برابر ہے“۔ ان میں ایک افسر حضرت زبیرؓ بن عوام بھی تھے۔ عہدِ عثمانی میں ایک بار حضرت عثمانؓ حج پر نہ جاسکے تو انھوں نے آپؓ کو امیرِ حج بنا کر بھیجا۔

آپؓ ایک بڑے عالم، حد سے زیادہ شجاع اور دلیر، مستقل مزاج اور مساوات پسند تھے۔ آپؓ نے ۶۰ سال سے زائد عمر پائی۔ تاجر ہونے کی وجہ سے کافی دولت مند تھے۔ آپؓ صاحب جائیداد بھی تھے۔ حضرت زبیر بن عوامؓ ۳۶ھ میں شہید ہوئے ۔ بصرہ کے قریب وادی السباع میں آپؓ کی قبر مبارک ہے۔

اُسد الغابہ، طبقات ابنِ سعد، سیر الصحابہ



حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ،کہ رسول صلی اللہ علیہ و سلم منبر پر تشریف لے گئے
جب پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین
، پھر دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین
، پھر تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا :آمین
پھر [اس کی وضاحت کرتے ہوئے] فرمایا : میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائےاور کہنے لگے : اے محمد [صلی اللہ علیہ و سلم] جو شخص رمضان کا مہینہ پالے اور اس کی مغفرت نہ ہو،تو اللہ تعالی اسے رسوا کرے ، میں نے کہا : آمین [اے اللہ قبول فرما]

حضرت جبریل نے جب دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا : جو اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پالے ، پھر [ان کی نافرمانی کرکے] جہنم میں داخل ہوا ، تو اللہ تعالی اسے رسوا کرے ، میں نے کہا : آمین

حضرت جبریل علیہ السلام نے [جب تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو] پھر فرمایا : اور وہ شخص جس کے پاس آپ کا نام لیا جائے پھر وہ آپ پر درود نہ بھیجے تو اللہ تعالی اسے رسوا کرے ، کہئے آمین ، میں نے کہا : آمین
صحیح ابن حبان ، طبرانی کبیر } ۔ {

اس حدیث کو سن کر بندہ عاجز نے اس کے ہر پہلو پر باریک بینی سے غور کیا اور الحمدللہ، اس نتیجے پر پہنچنے میں کامیاب ہوا، ہر پہلو پر الگ الگ بحث کی جائے توکتابیں لکھی جاسکتی ہیں، مگر چونکہ مہینہ رمضان المبارک کا ہے، اس لیے ہم اس حدیث کے پہلے حصے پر روشنی ڈالیں گے کہ کیا وجہ ہے کہ اس مہینے میں جس کی مغفرت نہ ہو، جبرئیل آمین علیہ السلام نے اس کے حق میں بددعا دی اور محمد عربی ﷺ نے اس پر آمین کہا؟

حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے شعبان کے آخری دن ہمارے سامنے (جمعہ کا یا بطور تذکیر و نصیحت) خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! باعظمت مہینہ تمہارے اوپر سایہ فگن ہو رہا ہے (یعنی ماہ رمضان آیا ہی چاہتا ہے)، یہ بڑا ہی بابرکت اور مقدس مہینہ ہے، یہ وہ مہینہ ہے جس میں وہ رات ہے، جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں قیام (عبادت خداوندی) جاگنا نفل قرار دیا ہے، جو اس ماہ مبارک میں نیکی (یعنی نفل) کے طریقے اور عمل کے بارگاہ حق میں تقرب کا طلبگار ہوتا ہے تو وہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے جس نے رمضان کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں فرض ادا کیا ہو (یعنی رمضان میں نفل اعمال کا ثواب رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں فرض اعمال کے ثواب کے برابر ہوتا ہے) اور جس شخص نے ماہ رمضان میں (بدنی یا مالی) فرض ادا کیا تو وہ اس شخص کی مانند ہو گا جس نے رمضان کے علاوہ کسی مہینے میں ستر فرض ادا کئے ہوں (یعنی رمضان میں کسی ایک فرض کی ادائیگی کا ثواب دوسرے دنوں

میں ستر فرض کی ادائیگی کے ثواب کے برابر ہوتا ہے) اور ماہ رمضان صبر کا مہینہ ہے (کہ روزہ دار کھانے پینے اور دوسری خواہشات سے رکا رہتا ہے) وہ صبر جس کا ثواب بہشت ہے، ماہ رمضان غم خواری کا مہینہ ہے، لہٰذا اس ماہ میں محتاج و فقراء کی خبر گیری کرنی چاہئے اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں (دولت مند اور مفلس ہر طرح) مومن کا (ظاہر اور معنوی) رزق زیادہ کیا جاتا ہے جو شخص رمضان میں کسی روزہ دار کو (اپنی حلال کمائی سے) افطار کرائے تو اس کا یہ عمل اس کے گناہوں کی بخشش و مغفرت کا ذریعہ اور دوزخ کی آگ سے اس کی حفاظت کا سبب ہوگا اور اس کو روزہ دار کے ثواب کی مانند ثواب ملے گا بغیر اس کے روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔

ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سب تو ایسے نہیں ہیں جو روزہ دار کی افطاری کے بقدر انتظام کرنے کی قدرت رکھتے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ثواب اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی عنایت فرماتا ہے جو کسی روزہ دار کو ایک گھونٹ لسی یا کھجور اور یا ایک گھونٹ پانی ہی کے ذریعے افطار کرا دے اور جو شخص کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلائے تو اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض (یعنی حوض کوثر) سے اس طرح سیراب کرے گا کہ وہ (اس کے بعد) پیاسا نہیں ہو گا۔ یہاں تک کہ وہ بہشت میں داخل ہو جائے اور ماہ رمضان ،وہ مہینہ ہے، جس کا ابتدائی حصہ رحمت ہے درمیانی حصہ بخشش ہے یعنی وہ مغفرت کا زمانہ ہے اور اس کے آخری حصے میں دوزخ کی آگ سے نجات ہے (مگر تینوں چیزیں مومنین کے لئے ہی مخصوص ہیں کافروں کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے) اور جو شخص اس مہینے میں اپنے غلام و لونڈی کا بوجھ ہلکا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور اسے آگ سے نجات دے گا۔

قارئین کرام! علماء سے سنا ہے کہ اگر کوئی ایک بار قرآن کریم کا ختم کرے تو وہ بھی ستر مرتبہ کا اجر پائے گا۔ اب اگر ہم نو مہینوں کے فرض نماز کا اندازہ لگائیں تو ایک دن میں سترہ رکعت فرض نماز کے ہیں تو مہینے میں پانچ سو دس ۵۱۰ رکعت بنتے ہیں اور اسی طرح گیارہ مہینوں میں فرض نماز کی تعداد پانچ ہزار چھ سو دس ۵۶۱۰ ہو گئی۔

اب آتے ہیں رمضان المبارک کے مہینے میں ۵۱۰ رکعت کو ستر سے ضرب دیں تو تقریباً پینتیس ہزار سات سو ۳۵،۷۰۰ بنتے ہیں اس کے علاوہ تقریباً چھ سو رکعت تراویح اور اسی طرح جو فرض نماز کے علاوہ سنت اور دیگر نوافل کا حساب الگ

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ان کی (یعنی میری امت) کے روزہ دار افراد کی رمضان کی آخری رات میں بخشش ہو جاتی ہے، عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا وہ لیلۃ القدر ہے ؟ (جس میں بخشش کی جاتی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ کام کرنے والا جب اپنا کام کر چکتا ہے تو اسے اسی وقت اس کی پوری مزدوری دے دی جاتی ہے۔ (احمد)

رمضان کی فضیلت پر جتنا بھی لکھا جائے کم ہے، مگر یہاں صرف اس بات کی وضاحت مقصود تھی کہ اتنی مراعات اور انعامات کے باوجود اگر کسی بدبخت کی مغفرت نہ ہو، تو انسانی عقل کا بھی تقاضا ہے کہ واقعی وہ رسوائی، ذلالت اور ہلاکت کا مستحق ہے۔

اللہ اس مبارک ماہ رمضان میں ہم پر رحمتیں نازل فرمائے، ہماری مغفرت فرمائے اور ہمیں دوزخ کی آگ سے نجات عطا فرمائے۔ آمین



رمضان المبارک، دینی اور ملّی تقاضے

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب

الحمد للّٰہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، برکتوں، انوار کے نزول اور مغفرت کا مہینہ شروع ہے۔ یہ مہینہ در حقیقت تخلیق اور حیات کے مقصد کی طرف رجوع، اِنابت الی اللہ اور اَحوال کی اِصلاح کا مہینہ ہے۔ اس ماہ کی ہر ساعت کو اللہ تعالیٰ کے ہاں تقدس حاصل ہے، اس میں انجام دیے جانے والے نیک اعمال دنیا و آخرت کے بیش بہا فوائد کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ روزے کو تقوے کے حصول کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے تو قرآن مجید اس ماہِ مقدس میں نازل فرماکر اسے انسان کے لیے ہدایت کے واضح دلائل اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔ اس مہینے کا نام ”رمضان“ رکھنے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ ”رمضان“ کا معنی ہے: ”جلانے والا“، چوں کہ اس مہینے میں انسانوں کے گناہ جلا کر ختم کردیے جاتے ہیں، اس وجہ سے اسے ”رمضان“ کا نام دیا گیا۔ اس ماہِ مبارک میں رات دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے شمار لوگوں کی بخشش کے فیصلے ہوتے ہیں، اس کے معمولات اور مناجات جہاں زنگ آلود دلوں کو صیقل کرکے جِلا بخشتے ہیں، وہیں قلوب میں ایسی رقت پیدا کرتے ہیں جس سے حق کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، اس میں اضافہ ہوتاہے، ایمان و توکل اور مطلوبہ صفات میں ترقی ہوتی ہے، آخری عشرہ تو گویا جہنم سے آزادی و خلاصی کا پروانا ہے۔ رمضان کے ہمہ جہتی فوائد کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ طاعات کے علاوہ انفرادی اور اجتماعی طور پر منتشر زندگی اس مہینے میں اعتدال کے ساتھ اپنے مدار میں لوٹ آتی ہے، حتیٰ کہ صحت اور خوراک وغیرہ امور کی چکی بھی فطری طورپر اپنے مرکز کے گرد گھومنا شروع ہوجاتی ہے۔

حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے اُمتِ مرحومہ کو ایک مرتبہ پھر یہ موقع غنیمت دیا گیا ہے کہ اس مبارک مہینے میں اپنے مقصدِ حیات کی طرف لوٹ آئے اور بگڑے ہوئے اَحوال کی اِصلاح کرلے۔ پوری اُمت عموماً اور وطنِ عزیز کے باشندگان خصوصاً اس وقت جن کرب ناک اَحوال سے گزر رہے ہیں، ہر صاحبِ بصیرت ان سے آگاہ بھی ہے اور فکر مند بھی، لیکن آزمائشیں ایسی ہمہ گیر اور فتنے اس تواتر سے ہیں کہ حدیث شریف کے مصداق، انتہائی زیرک، بردبار اور صاحبِ علم بھی حیران نظر آتا ہے۔ اس سے پہلے مملکتِ خداداد کو کئی مرتبہ سیاسی عدمِ استحکام کا سامنا رہا ہے، یہ ملک دفاعی اعتبار سے بھی نازک حالات سے گزرا ہے، یہاں تک کہ اسے دو لخت ہونا پڑا، نظریاتی و ذہنی خلفشار کا بحران بھی دیکھا گیا، لیکن آج سیاسی، معاشی، سماجی، دینی اور اخلاقی اعتبار سے جس افلاس اور قحط کے دور سے گزر رہا ہے، ہماری ملکی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ معیشت کی گتھی سلجھانے کی کوشش کی جاتی ہے

تو وہ مزید اُلجھتی جارہی ہے۔ قومی اتفاق اور طویل المیعاد مفاہمتی منصوبوں کے آوازے مختلف اطراف سے لگ رہے ہیں، لیکن باہم رسہ کشی ہے کہ بڑھتی ہی جارہی ہے۔ ملکی حالات دگرگوں ہیں، عوام و خواص میں ملک و ملت کے لیے خلوص وخیر خواہی کا فقدان نظر آتا ہے۔ رعایا، حکمرانوں اور دیگر مقتدر حلقوں میں ایک دوسرے کے لیے بداعتمادی اور منافقانہ روش کا جو بیج بودیا گیا ہے، اس سے اختلاف کی خلیج وسیع تر ہوتی جارہی ہے۔ آبادی کا قریباً چوتھائی حصہ بنیادی سہولیات سے محروم ہے، لیکن اشرافیہ کی شاہ خرچیوں اور عوام کی فضول خرچی میں فرق نہیں آرہا، نتیجتاً پوری قوم اوپر سے نیچے تک مخلوق کے سامنے دستِ سوال دراز کیے نظر آتی ہے۔ آئین و قانون جس کے تقدس اور پاسداری کا حلف لیا جاتاہے، اسے بیچ چوراہے رسوا کیا جارہا ہے، سیاسی بحران ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تو اخلاقی بحران روز افزوں ترقی پر ہے، حیا کا تو گویا جنازہ نکال دیا گیا ہے۔ صادق و مصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل درست فرمایا کہ: ''اگر تم میں حیا نہ رہے تو جو چاہو کرو۔'' جب حیا ہی ختم ہوجائے تو پھر انسان عہدوں کا تقدس بھی خاطر میں نہیں لاتا۔

الغرض پوری قوم اخلاقی گراوٹ کا شکار ہے۔ عوامی نمائندے ہوں یا ملک کے کارپردازان اور پیشوایانِ ملت، کردار کے اعتبار سے اس سطح تک اُتر چکے ہیں کہ اس کا تصور بھی ہمارے ہاں نہیں ملتا۔ کس کس سطح پر برائیاں ہورہی ہیں' کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں، روزانہ ایسی ایسی خبریں اخبارات کی زینت بن رہی ہیں اور اُن حقائق و عنوانات پر کالم لکھے جارہے ہیں کہ پڑھ کر انسانیت شرما جائے۔ ان الزامات کی سچائی یا خلافِ حقیقت ہونے کا ظاہری فیصلہ تو ایوانِ عدل کے پاک کردار جانشین کریں گے، حقیقی سچائی اس دن کھل جائے گی جس دن کہ تمام پوشیدہ بھید کھول دیے جائیں گے، لیکن یہ حقیقت نصف النہار کے سورج کی طرح آشکارا ہوچکی ہے کہ ہم قومی سطح پر انتہائی گراوٹ کا شکار ہوچکے ہیں۔

قوموں کے عروج میں اُن اخلاق و عالی صفات کو بنیادی حیثیت حاصل ہے جن کی راہ نمائی دینِ اِسلام کرتا ہے۔ جو قوم اخلاق اور عالی صفات سے عاری ہو، وہ عروج تو کجا زندگی کے بنیادی حقوق سے بھی محروم کردی جاتی ہے۔ عالی ہمتی، صبر و استقامت، مقصد سے لگن اور جہدِ مسلسل، بے مقصد کاموں اور چیزوں سے اجتناب، وسعتِ ظرفی اور عفو ودر گزر جیسے اوصاف سے محروم قومیں تاریخ میں ہمیشہ مفتوح و مغلوب رہتی ہیں۔ انصاف اور انسانیت کا خون کرنے والے بھی بھلا دنیا کی امامت کے مستحق ٹھہر سکتے ہیں؟!

قصہ کوتاہ! ہم مجموع من حیث المجموع جن اخلاقی بیماریوں کا شکار ہیں ان کی نشان دہی اور علاج' مستقل موضوع ہے، ان شاء اللہ العزیز! کسی وقت اس حوالے سے بھی معروضات پیش کرنے کی کوشش کریں گے، اس وقت یہ تنبیہ مقصود ہے کہ اگر ہم ماہِ مقدس کے قیمتی لمحات سے صحیح معنی میں مستفید ہونا چاہتے ہیں تو حقیقت کو قبول کرکے بارگاہِ حق میں اپنی انفرادی و اجتماعی کوتاہیوں کا اعتراف کریں اور سچی توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ اگر ہم بحیثیت قوم دنیا میں عروج کے خواہاں ہیں تو انفرادی و اجتماعی سطح پر ہمیں عالی اَخلاق کا پیکر بننا ہوگا، اور کریمانہ صفات اختیار کرنا ہوں گی۔ اس وقت اُمتِ مسلمہ کی پستی کا بنیادی سبب ''اَخلاقی

بحران ” ہے۔ مسلمانوں کی دنیاوی ترقی بھی سید الرسل، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی میں رکھ دی گئی ہے۔

مادہ پرست انسان کو عموماً دھوکا لگ جاتا ہے کہ دنیاوی ترقی اگر دین پر عمل کرنے میں منحصر ہوتی تو غیر مسلم اقوام ترقی نہ کرتیں، جو سرے سے اسلام ہی کی منکر ہیں، پھر معاشی نظام ہو یا خانگی وحکومتی نظم، وہاں اسلامی احکام کی پیروی کا سوال ہی نہیں ہوتا، لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ دنیاوی عروج کے حوالے سے مسلمان اور غیر مسلم سے تعامل کی نوعیت مختلف طے کی گئی ہے۔ شاعرِ مشرق نے اسی مضمون کو یوں بیان کیا ہے:

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ

گویا مسلم اور غیر مسلم سے دو جداگانہ معاہدے ہیں، جن میں ایک کا دوسرے سے تعلق نہیں ہے۔ غیر مسلم سے معاہدہ یہ ہے کہ اُسے جو کچھ دیا جائے گا وہ اسی دنیا فانی میں دیا جائے گا، بشرطیکہ وہ فطرت کے بنیادی اُصولوں سے انحراف نہ کرے۔ جہاں تک آخرت کی بات ہے تو اس کے لیے ہر نعمت کے دروازے بند ہوں گے، وہاں اُسے ابدی عذاب کا سامنا کرنا ہوگا؛ لہٰذا غیر مسلم کو اس کی محنت اور ظاہراً اچھے اَعمال کا پورا پورا صلہ دنیا میں دیا جارہا ہے، جب کہ مسلمان نے اپنی جان و مال کا سودا جنت کی اُن نعمتوں کے بدلے کیا ہے جن میں سے ادنیٰ نعمت کا ایک ذرہ بھی دنیا و مافیہا سے قیمتی ہے، اور اس نے کلمۂ شہادت پڑھ کر عہد کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اَحکام سے قطعاً سرتابی نہیں کرے گا۔ اب مسلمان کے لیے اپنے عہد سے پیچھے ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اگر عہد کو توڑتا ہے تو دنیاوی و اُخروی ذلت اس کا مقدر ہوگی۔ اگر وہ نام تو اسلام اور آسمانی ہدایت کا لے، لیکن اندرون و بیرون اس میں کہیں خدا کی منتخب کردہ قوم کی علامات نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کی نصرت کیوں کر آئے؟ اسے ایک دوسری مثال سے بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ میدانِ جنگ میں جاکر دشمن سے لڑنا ہر ایک پر لازم نہیں ہے، لیکن جو شخص اسلامی فوج میں بھرتی ہواور میدانِ جنگ میں دشمن کو پیٹھ دے کر پسپا ہوجائے تو یہ جرم دنیا اور شریعت دونوں کے قانون میں ناقابلِ معافی جرم بن جاتا ہے، اس لیے کہ اِس وقت اس کا فرار ایک فرد کی شکست نہیں، پوری قوم اور ملت کی شکست سمجھی جاتی ہے، اسی طرح انسان دعوے دار تو خدا کی محبوبیت اور نمائندگی کا ہو، لیکن کردار ایسا ہو کہ بقول شاعر:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

پھر یہ عہد کوئی اس اُمت کی خصوصیت نہیں ہے، بنی اسرائیل سے بھی یہی عہد لیا گیا کہ جب تک وہ ایمان اور شریعت کے اَحکام کے پابند رہیں گے، انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں اَجر و ثواب کے ساتھ دنیاوی عروج بھی حاصل رہے گا، اور جب وہ اس وعدے سے منحرف ہوں گے انہیں نہ صرف دنیاوی ترقی سے محروم کردیا جائے گا، بلکہ کفار جو کسی شریعت کو نہیں مانتے اللہ تبارک وتعالیٰ خود انہیں ان پر مسلط کردے گا، وہ ان کے گھروں میں گھس کر ان کے چہرے تک بگاڑ دیں گے اور سب کچھ برباد کردیں گے۔ سورۂ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع میں اس عہد کی خلاف ورزی پر ان کی تاریخی ذلت و شکست کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائےاور”
اگر وہی پھر (شرارت) کروگے تو ہم بھی پھر وہی (کریں گے۔“ (بنی اسرائیل: ۸

سورۂ مائدہ میں یہود و نصاریٰ سے کیے گئے اس عہد اور ان کی طرف سے اس کی مخالفت، اور تورات و انجیل کی صورت میں شریعت کے روشن احکام ملنے اور یہود و نصاریٰ کی طرف سے حیلے بہانوں کے ذریعے ان احکام سے راہِ فرار کی مذموم کوششوں کے نتیجے میں ان پر جو ذلت و مسکنت مسلط کی گئی، اس کا بیان فرمانے کے بعد :اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اور اگر یہ اہلِ کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ” اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کی تمام برائیاں معاف کردیتے اور ضرور اُن کو چین کے باغوں میں داخل کرتے، اور اگر یہ لوگ تورات کی اور انجیل کی اور جو کتاب ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی ہے، اس کی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اوپر سے اور نیچے سے (خوب فراغت سے کھاتے۔“ (المائدۃ: ٦٦،٦٥

سورۂ اعراف میں تباہ شدہ اَقوام کا ذکر کرنے کے :بعد اللہ تبارک و تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں

اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان” لے آتے اور پرہیز کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے، لیکن انہوں نے (پیغمبروں کی) تکذیب کی تو ہم نے (بھی) ان کو ان کے اعمالِ (بد) کی وجہ سے پکڑ لیا۔”
((الاعراف: ۹٦

اَزل سے یہ اُصول پتھر پر لکیر کی طرح ثبت ہے کہ جو آسمانی ہدایت کا حوالہ دے اور اللہ کی رضا اور جنت کا خواہش مند ہو، اس کا دنیاوی عروج بھی اس عہد کی پاس داری کے ساتھ مشروط ہے، ہو، وہ حیلے بہانے یا مکرو فریب یا غلط راستے سے عروج پالے!! جو قوم خدا سے کیے ہوئے عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کر خدائی احکام سے بغاوت کرے اسے عروج کبھی نہیں مل سکتا۔

یہ اٹل حقیقت ہے جس کی نظائر تاریخِ عالم کے صحیفے پر جابجا ملتی ہیں، لہٰذا اُمتِ مسلمہ اگر اِصلاحِ اَحوال اور عروج چاہتی ہے تو اسے اسی شاہراہ پر چلنا ہوگا جس پر اس کے اسلاف چلے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں ملکِ شام تشریف لے گئے تو لوگوں نے رومی تہذیب و تمدن اور ٹھاٹھ باٹھ کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فاخرہ لباس اور وضع اختیار کرنے کا مشورہ دیا، اس موقع پر آپ رضی :اللہ عنہ نے تاریخی الفاظ فرمائے تھے

بے شک تم لوگوں میں سب سے زیادہ گرے” ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تمہیں عزت دی، (یاد رکھو!) جب بھی تم اس کے علاوہ کسی سے عزت ”چاہوگے اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل کردے گا۔

:اور بعض روایات میں الفاظ یوں ہیں

تم لوگوں میں سب سے قلیل اور سب سے” ذلیل تھے، اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کے ذریعے تمہاری تعداد بڑھادی اور تمہیں عزت دی، اب جب بھی تم دینِ اسلام کے علاوہ کسی طریقے سے عزت کے طلب گار ہوگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ”ذلیل کردیں گے۔

:امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول ہے

اس اُمت کے آخری لوگوں کی (ذات اور اَحوال” کی) اِصلاح بھی اسی طریقے میں منحصر ہے جس میں اِس اُمت کے پہلے لوگوں (صحابہ کرام رضی ”اللہ عنہم) کی اصلاح ہوئی۔

آج ہم بنی اسرائیل کے نقشِ قدم پر چل پڑے

ہیں، نتیجہ ذلت و مسکنت کی صورت میں ہمارے سامنے ہے، کردار کی جس پستی تک ہم پہنچ چکے ہیں، جن معاشرتی اور اخلاقی امراض کا شکار ہیں کسی قوم اور مذہب میں ان کی گنجائش نہیں ہے، چہ جائے کہ اسلام جیسا کامل اور پاکیزہ مذہب ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک اِرشاد ہے:

"تم لوگ ضرور بالضرور اپنے سے پہلی امتوں کی ایسی اتباع کروگے جیسے بالشت بالشت کے برابر اور گز دوسرے گز کے برابر ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ لوگ کسی گوہ کے بل میں داخل ہوئے تو تم بھی اس میں داخل ہوگے، ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! (پچھلی امتوں سے مراد) کیا یہود و نصاریٰ (ہیں)؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اَور (کون؟!" (بخاری و مسلم

جامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب مالِ غنیمت کو ذاتی حق سمجھا جانے لگے (یعنی اَصحابِ مناصب اس پر قابض ہوجائیں اور ضرورت مندوں پر خرچ نہ کریں)، اور امانت کو غنیمت سمجھا جانے لگے (یعنی امانت میں خیانت عام ہوجائے جیسے غنیمت لوٹی جاتی ہے)، اور زکات کو بوجھ سمجھا جانے لگے، اور (دین کا علم) دین کے علاوہ مقاصد (جاہ و شہرت وغیرہ) کے لیے حاصل کیا جانے لگے، اور مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے اور ماں کی نافرمانی کرے، اور دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور کرے، اور مساجد میں آوازیں بلند ہوں، اور قبیلے کا سردار فاسق شخص ہو، اور قوم کا لیڈر اُن میں سب سے ذلیل شخص ہو، اور آدمی کی عزت اس کے شر کے خوف سے کی جائے، اور گانے والیاں اور آلاتِ موسیقی عام ہوجائیں، اور شرابیں پی جانے لگیں، اور امت کا آخری طبقہ پہلوں پر لعن طعن کرے تو اس وقت سُرخ آندھی اور زلزلے اور زمین میں دھنسائے جانے اور شکلوں کے بگڑنے اور پتھروں کی بارش اور دیگر پے درپے بڑی نشانیوں کے ظہور کا انتظار کرنا، جیسے کہ کوئی ہار ہو، جس کا دھاگا توڑ دیا جائے تو اس کے دانے لگاتار گرتے ہیں۔"

مذکورہ حدیث مبارک پڑھیے اور موجودہ حالات پر ایک نظر ڈالیے، تطبیق سمجھانے کی یا تشریح کی چنداں حاجت نہیں ہے۔ امام احمد، ابن حبان، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے ایک حدیث روایت کی ہے، الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ اس کا مفہوم یہ ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا" کہ: میری اُمّت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جو کَجاووں جیسی زِینوں پر سوار ہوکر مسجدوں کے دروازوں پر اُتریں گے، اُن کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود بے لباس ہوں گی، اُن کے سروں پر بال اس طرح بندھے ہوں گے جیسے لمبی گردن والے دبلے اونٹوں کے کوہان، اُن پر لعنت بھیجنا کہ وہ ملعون ہوں گی، اگر تمہارے بعد کسی اُمّت نے آنا ہوتا تو تمہاری عورتیں ان کی عورتوں کی خدمت (غلامی) کرتیں، جیسے تم سے پچھلی اُمّتوں (اہلِ کتاب) کی عورتیں تمہاری خدمت کرتی ہیں۔"

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اس اُمت کا ایک طبقہ اپنی بد اعمالی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ایسا بے وقعت ہوجائے گا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے بعد کسی اُمت کا

آنا مقدر ہوتا تو انہیں غلام بنایا جاتا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے!

طبیبِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری فلاح اور عروج کا جو نسخۂ اکسیر ہمیں بتایا ہے جب تک حیلے بہانوں کے ذریعے اس سے پہلو تہی کرتے رہیں گے اور غیر فطری، جدید طُرقِ علاج تجویز کرتے رہیں گے' مرض بڑھتا ہی جائے گا، اور خاکم بدہن اس سے زیادہ ذلت و خواری کے دلدل میں جا پھنسیں گے۔ ان معروضات کا مقصد مایوسی کی فضا پیدا کرنا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو کافر ہی مایوس ہو سکتے ہیں، بلکہ درد کی جگہ اور غم کی کیفیت ہے، دل برداشتہ یہ سطور سپردِ قرطاس کردی گئی ہیں کہ کسی طرح خوابیدہ قوم کو جگایا جائے، ملک کی مقتدر قوتوں اور اَربابِ اِقتدار کے سامنے بھی دست بستہ مخلصانہ نصیحت ہے، اس کے علاوہ کوئی غرض نہیں، خدارا اپنی اَصل کی طرف لوٹ آیئے! خالقِ فطرت کے آفاقی اُصولوں سے انحراف نہ کیجیے، تباہ حال اقوام سے عبرت لیجیے، یہ پکار گو نقار خانے میں طوطی کی آواز سہی، لیکن رحمت حق سے اُمید ہے کہ وہ اسے بار آور کرے گا، صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِسلام ابتدا میں بھی اجنبی اور اوپرا تھا، عنقریب یہ پھر اجنبیت کی حالت کی طرف لوٹ جائے گا جیساکہ ابتدا میں تھا، سو خوش خبری ہے ان لوگوں کے لیے جنہیں اوپرا سمجھا جائے گا۔"

بعض محدثین نے اس روایت میں ان الفاظ کا بھی اضافہ کیا ہے:

"پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اجنبی سمجھے جانے والے لوگ کون ہوں گے؟ فرمایا: جو لوگوں کے فساد (بگاڑ) کے وقت اِصلاح (کی کوشش) کریں گے۔"

ایک اور روایت میں ہے:

"لوگوں نے میری سنتوں میں جو بگاڑ پیدا کیا ہوگا، اُس کی اِصلاح کریں گے۔"

آیئے! اس مبارک مہینے میں اپنے اس مہربان خالق کی طرف رجوع کیجیے، جو ہمیں دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں نوازنا چاہتا ہے، انفرادی اور اجتماعی و قومی سطح پر اس کے سامنے اپنی کوتاہیوں اور گناہوں کا اعتراف کیجیے، آیئے! اس ماہ میں نازل کردہ کتاب قرآنِ مجید فرقانِ مبین کو دل کی گہرائی سے قبول کرکے پڑھیے، اس کی روشنی میں حق و باطل کے درمیان فیصلہ

کیجیے، اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ کر آگے بڑھیے، جس نے ہمیں پیدا کیا اور سب کچھ عطا کیا، اُسی کی توفیق اور مدد سے ہمارے اَحوال کی اِصلاح ہوسکتی ہے۔ آیئے! اس ماہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اُسوۂ حسنہ کی طرف، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت و بندگی سے عبارت ہے، لیکن رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت ہی تبدیل ہوجایا کرتی تھی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے، لیکن رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا تھا، جب جبریل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے آتے تھے، وہ ہر رات آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآنِ مجید کا دور کیا کرتے تھے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت بارش بھرے بادل لانے والی ہوا سے بھی بڑھ جایا

(کرتی تھی۔" (بخاری

آپ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے:

رمضان المبارک داخل ہوتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قیدی" کو آزاد فرمادیتے تھے اور ہر سائل کو عطا کرتے تھے۔" (مشکاۃ، کتاب الصوم، ص: ۱۷۴، طبع: قدیمی)

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرے میں" عبادت میں اتنی محنت فرماتے تھے جتنی اس کے علاوہ نہیں فرماتے تھے۔" (صحیح مسلم)

آپ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے:

رمضان المبارک کا آخری عشرہ داخل ہوتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ" وسلم اپنا اِزار باندھ لیتے (کمر کس لیتے تھے)، خود بھی راتوں کو جاگتے تھے اور اپنے گھر والوں (اَزواج) کو بھی جگاتے تھے۔" (بخاری و مسلم)

گناہوں اور کوتاہیوں سے رجوع کے ساتھ ساتھ معاشی اَحوال کی اِصلاح کے لیے بھی شریعت کی ہدایات کو تھام لیجیے! قناعت، کفایت شعاری اور میانہ روی دین کی بنیادی تعلیمات ہیں، جن کے بغیر معیشت کبھی استوار نہیں ہوسکتی، اور موجودہ اَخلاقی بحران سے بچنے کے لیے پہلا قدم اپنی زبان اور قلم کو قابو کرنے کا اُٹھائیے! طے کرلیجیے کہ آپ نے کسی فرد پر تبصرہ نہیں کرنا، صبر اور عفو و درگزر کو وطیرہ بنالیجیے کہ قرآنِ مجید میں صبر و تقویٰ کو فتح و غلبہ اور دشمن کی سازشوں سے حفاظت کا تیر بہدف نسخہ قرار دیا گیا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں کہ رحمٰن و رحیم پروردگار کی رحمت ہماری طرف متوجہ ہو اور گم گشتہ عروج پھر سے مقدر ہو۔

اللهُمَّ رَحْمَتَکَ نَرْجُوْ فَلَاتَکِلْنَا إِلی اَنْفُسِنَا طَرْفَ عَیْنٍ، وَ اَصْلِحْ لَنَا شَاْنَنَا کُلَّ، لَاإِلٰه إِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ إِنَّا کُنَّا مِنَ الظَّالِمِیْنَ،

آمین بحرمۃ النبی الکریم ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ أجمعین

فوج اور مقبوضہ ریاستی زمین قسط(3)

مولانا اسیر الاسلام صافی



فوج ان زمینوں کو اپنی برادری میں باٹنے کی تین وجوہات بیان کرتی ہے

پہلی وجہ یہ کہ سرحدی علاقوں میں فوج کو زمین ملے گی تو یہ زمین کے ساتھ ساتھ سرحد کی بھی حفاظت کریں گے اور ملک دشمن عناصر کیخلاف حاضر سروس فوجیوں کا ساتھ دیں گے، مگر معاملہ اس کے بلکل برعکس ہے کیونکہ کسی بھی فوجی نے یہ زمین اباد نہیں کی بلکہ سپاہی و افسر سب نے یہ زمینیں بیچ ڈالی ہیں۔
دوسری وجہ یہ کہ فوج میں زمین تقسیم کرکے جاگیردارانہ نظام کو ضرب لگائی جائے کہ ایک نیا متوسط دیہاتی طبقہ ابھرے گا جو جاگیردار کی جگہ لے گا مگر یہ بھی لاحاصل رہا۔
تیسری وجہ یہ بتاتے ہیں کہ فوج یہاں مشینری استعمال کرکے ملک کو معاشی ترقی سے نوازیں گے، مگر اب تک ایسے کوئی شواہد نہیں مل سکے کہ فوج نے پسماندہ علاقوں میں زرعی مشینی انقلاب برپا کیا ہو، بلکہ فوجی طبقہ الاٹ شدہ زمینیں مقامی وڈیروں اور جاگیرداروں کو فروخت کرتا ہی پایا گیا ہے۔ اس عمل سے نا صرف مقامی جاگیردار مضبوط ہوتا رہا بلکہ فوج اور جاگیرداروں میں مضبوط اتحاد بنتا گیا اور اس طرح فوج جاگیردارانہ نظام کا حصہ وآلہ بن گئی۔
جیساکہ پہلے ذکر ہوا کہ زمین کی تقسیم کا بڑا فائدہ سینئر جنرلز کو ہوتا ہے جو صرف جائیدادوں تک محدود نہیں رہتا بلکہ ملک کی ترقی کے نام پر مختلف رعاتیں، ٹیکنکل اور مالی امداد، پانی تک رسائی اور مارکیٹ تک سڑکوں کی تعمیر بھی کروائی جاتی ہے۔ ۱۹۶۰-۱۹۵۰ کے دوران فوجی و معاشی مد میں جو غیر ملکی امداد موصول ہوئی تو اسے فوج کو الاٹ شدہ زمینوں کی طرف پھیردیا گیا۔ اس موقع پر جب پنجاب کے فنانس منسٹر نواب افتخار حسین سے استفتار کیا گیا تو انہوں نے

معاشی مد میں جو غیر ملکی امداد موصول ہوئی تو اسے فوج کو الاٹ شدہ زمینوں کی طرف پھیردیا گیا۔ اس موقع پر جب پنجاب کے فنانس منسٹر نواب افتخار حسین سے استفتار کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ "غیر ملکی امداد فوج ہی کی ہوتی ہے"۔
پرویز مشرف، جنرل زیدی اور نیول چیف ایڈمرل عبدالعزیز مرزا جیسے سینئرز کی زمینوں کی تحقیقات کیلئے جب پے در پے دورے کیے گئے تو معلوم ہوا کہ ان زمینوں پر حاضر سروس فوجی بحثیت چوکیدار و دہقان کام کر رہے تھے جس نے سولھویں اور سترہویں صدی کے یورپی KNIGHTS اور BORNS یعنی روس کی زرعی غلامی کی یاد دلائی۔
ایک اہم بات یہ ہے کہ مذکورہ سینئر افسران پانی اور مارکیٹوں تک روڈ کے حصول کیلئے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہیں (وردی بیچتے ہیں) جو اس افسر اور ظالم جاگیردار کے درمیان کے فرق کو ختم کردیتی ہے کہ اپنے ذاتی مالی مفادات کی خاطر اثر و رسوخ کا ظالمانہ استعمال کیا جائے۔ اس کے علاوہ انہیں زراعت کیلئے کھاد، مشینری اور تخم وغیرہ بھی انتہائی رعایتی قیمتوں پر فوجی گاڑیوں میں لاد کر پہنچائی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ یہ تذکرہ صرف دیہاتوں سے متعلق تھا، شہری زمینوں کا طرزِ استعمال اور اس کی تفصیلات اس سے ہٹ کر ہیں۔

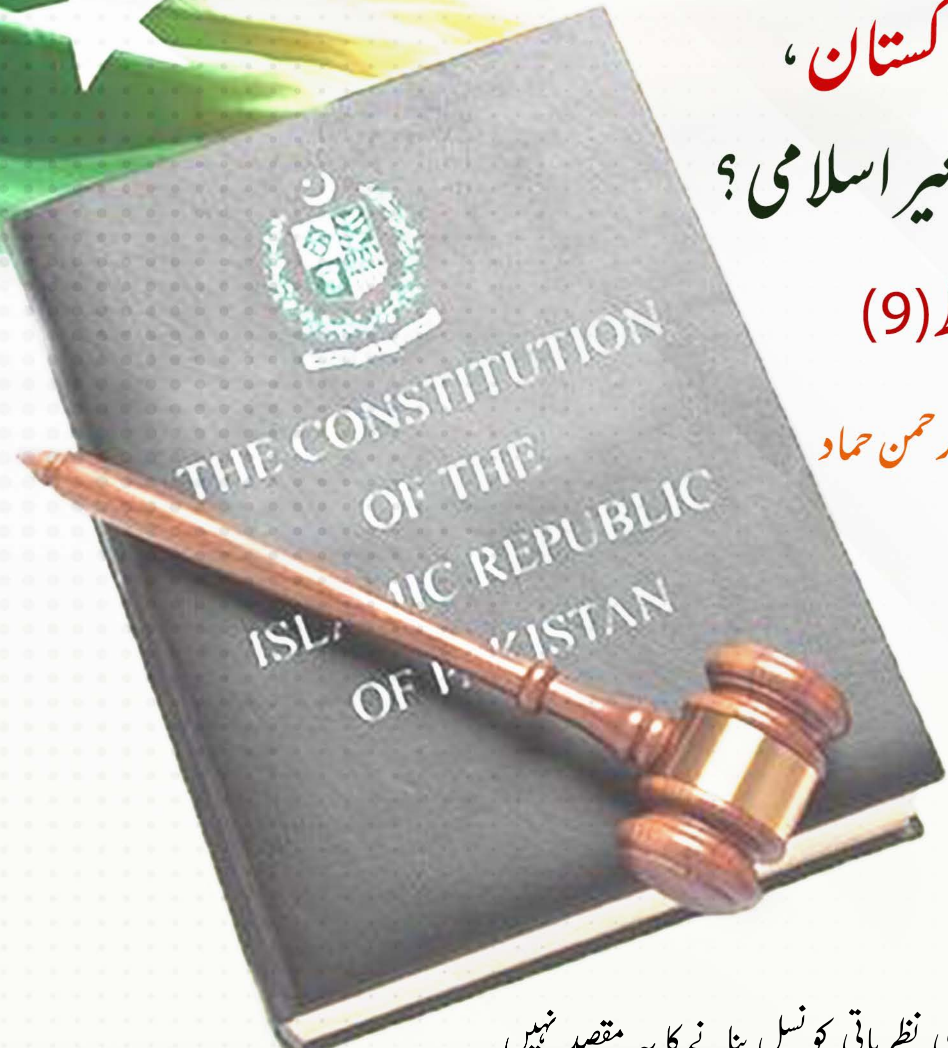
:فوج کو الاٹ کی جانے والی زمین

میجر جنرل اور اس سے اوپر: ۲۴۰ ایکڑ
بریگیڈیئر اور کرنلز: ۱۵۰ ایکڑ
لفٹننٹ کرنل: ۱۲۴ ایکڑ
لفٹننٹ اور میجر: ۱۰۰ ایکڑ
صوبیدار و نائب صوبیدار: ۶۴ ایکڑ
نائک و حوالدار ۳۲ ایکڑ

آئینِ پاکستان، اسلامی یا غیر اسلامی؟

قسط (9)

شیخ عبدالرحمن حماد



قارئینِ کرام! اسلامی نظریاتی کونسل بنانے کا یہ مقصد نہیں کہ کوئی خلافِ شرع تقنین سے بچا جاسکے، بلکہ متدین عوام کو نفسیاتی طور پر خوش کرنے کے لئے محض مشورے کی حد تک اس کے اختیارات ہیں، اور ہماری گزشتہ قسط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلامی نظریاتی کونسل عموماً ایسے لوگوں کے ہاتھوں یرغمال رہی ہے کہ جنہیں اسلامی شریعت کے رکھوالے کہنا تو کسی صورت درست نہیں، بلکہ اسلامی نظریاتی کونسل پر اکثر اُن لوگوں کا قبضہ رہا ہے جو آزاد خیال، سیکولر اور ماڈرن اسلامی نظریات کے حامل ہیں، جیسے ڈاکٹر قبلہ آیاز، ڈاکٹر جاوید غامدی، ڈاکٹر فضل الرحمٰن، ڈاکٹر خالد مسعود وغیرہم۔ اور جو دیندار افراد اسلامی نظریاتی کونسل کے ارکان رہے ہیں یا ہیں ان کی بات نہ تو سنی جاتی ہے اور نہ اسے کوئی اہمیت دی جاتی ہے۔ تو جس ادارے کا شر اس کے خیر سے زیادہ ہونے کے باوجود اُسے عوام الناس کے ورغلانے کے لئے جو لوگ استعمال کرتے ہیں اُن کے بارے میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ انہیں کسی نے

بارے میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ انہیں کسی نے
صرف اتنا کہا ہے کہ پاکستان میں غیر اسلامی تقنین سے بچنے کے لئے ایک ادارہ قائم ہے جسے اسلامی نظریاتی کونسل کہا جاتا ہے، وہ پھر اس کی تحقیق میں نہیں گئے کہ اس ادارے نے آج تک کیا گل کھلائے ہیں، ایسے اصحاب کو چاہئے کہ گزشتہ قسط میں جو مختصر بحث اس پر کی گئی ہے اسے مکرر پڑھیں اور اس بارے میں مزید خود بھی تحقیق کریں، ان شاء اللہ اُن پر وہ کارنامے واضح ہو جائیں گے جو اس ادارے نے اسلامی شریعت کی بیخ کنی کے لئے سرانجام دئے ہیں۔

قارئین کرام! آئینِ پاکستان کے اسلامی ہونے کے لئے بعض حلقوں کی طرف سے بطورِ دلیل یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ اس آئین میں صدر اور وزیر اعظم کے لیے مسلمان ہونے کی شرط عائد کی گئی ہے اور ارکانِ پارلیمنٹ کی اہلیت کے لئے بہت ہی عمدہ اوصاف وشرائط لازمی قرار دیے ہیں، چنانچہ دفعہ ۶۲ شق (ا) پیرا (ہ) میں ہے: ”وہ اسلامی

تعلیمات کا خاطر خواہ علم نہ رکھتا ہو اور اسلام کے مقرر کردہ فرائض کا پابند نیز کبیرہ گناہوں سے مجتنب نہ ہو۔" اسی طرح دفعہ ۶۲ شق (ا) پیرا (و) میں ہے: "وہ سمجھدار، پارسانہ ہو اور فاسق ہو اور ایماندار اور امین نہ ہو، عدالت نے اس کے برعکس قرار نہ دیا ہو۔" اسی طرح دفعہ ۶۲ شق (ا) پیرا (ز) میں ہے: "اس نے قیامِ پاکستان کے بعد ملک کی سالمیت کے خلاف کام کیا ہو یا نظریہ پاکستان کی مخالفت کی ہو۔"

یہ اور اس جیسی دیگر شرائط واوصاف کی وجہ سے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آئینِ پاکستان جیسا اسلامی آئین پوری دنیا میں کسی ملک کا نہیں۔ تو اس بارے میں قارئین کی خدمت میں گزارش ہے کہ میں پہلے بھی یہ بات عرض کر چکا ہوں کہ اس آئین میں بہت سی دفعات کی حیثیت ہاتھی کے دکھانے والے دانت کی ہے، حقیقتِ حال پاکستان کے عوام سے مخفی نہیں کہ پاکستان کی ۷۷ سالہ تاریخ میں جو لوگ پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے ہیں اُن کی اکثریت مذکورہ بالا شرائط واوصاف سے عاری ہے، چنانچہ ۲۰۲۴ کے ماہ فروری کے جو انتخابات ہوئے اس میں قومی یا صوبائی اسمبلیوں کے جو لوگ پارلیمنٹ کے ارکان منتخب ہوئے اُن کی اکثریت مذکورہ بالا شرائط واوصاف پر کسی بھی طرح پوری نہیں اترتی، میری معلومات اور مطالعہ کی حد تک میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان کی پوری تاریخ میں ظاہری شریعت کا پابند کوئی ایک منتخب وزیر اعظم بھی نہیں گزرا، پاکستان کے صدور میں کی غالب اکثریت فوجی ڈکٹیٹروں کی ہے جن کی سب سے بڑی دینداری یہ ہے کہ انہوں نے ہمیشہ مسلمانوں کے خون اور عزت کے بدلے ڈالر بٹورے ہیں، اور ساتھ بعض کی بدمعاشی وعیاشی کے قصے اتنے مشہور ہیں کہ ان کا بیان تحصیلِ حاصل سے بڑھ کر نہیں، اور باقی ماندہ غیر فوجی صدور اگرچہ ان میں بعض دیندار بھی گزرے ہیں مگر بے چارے فقط نام کی حد تھے، آج بھی کا کٹر فارمولا انہی جیسے حکمرانوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اور بعض وزراء اور صدور کے بارے میں جو باتیں عوام میں مشہور ہیں انہیں لکھتے ہوئے بھی انسان کو شرم آتی ہے، اگر کسی کو جاننے کا شوق ہو تو "پارلیمنٹ سے بازارِ حسن تک" نامی کتاب کا مطالعہ کرے، اس میں "مشت نمونہ از خروارے" موجود ہے۔

اسی طرح آج تک پاکستان پر جن لوگوں کو برسرِ اقتدار لایا گیا ہے وہ فرنگی دور کے مسلمانوں کے ساتھ سنگین غداری میں ملوث خاندانوں کے وہ صاحب زادے وصاحبزادیاں ہیں جو کیمبرج، آکسفورڈ، کیمپ ڈیوڈ، سی آئی اے وغیرہ کے تربیت یافتہ غدارانِ ملک وملت ہیں، یہ ہے ان کی ایمانداری! یہ ہے ان کی سمجھداری! یہ ہے ان کی امانت داری! اور یہ ہیں وہ پارسا ارکانِ پارلیمنٹ جن کے اوصاف آئینِ پاکستان کی مذکورہ بالا دفعات میں بالعکس موجود ہیں۔ (ان غدار خاندانوں سے واقفیت کے لئے وکیل انجم صاحب کی کتاب "سیاست کے فرعون" کا مطالعہ ہر قاری کو کرنا چاہئے) اور ان کے اسلامی تعلیمات کا خاطر خواہ علم کی حقیقت معلوم کرنی ہو تو پاکستان کے سابقہ وزیرِ داخلہ عبد

الرحمن ملک کو دیکھ کر باقیوں کو قیاس کرلیں کہ سورۂ اخلاص کو دیکھ کر پڑھنا نہیں آتا، وہ بھی ایک بار نہیں بلکہ بار بار، تو جنہیں قرآن کریم ناظرہ سے پڑھنا نہیں آئے وہ اسلام کے مطابق تقنین کریں گے؟! زبان پر نام اسلام کا ہو اور افکار واعمال سب کے سب اسلام مخالف، استعمال تو زہر کا ہو اور امید "تریاق" کی لگا رکھی ہو۔ایں خیال است ومحال است وجنوں!!!

رہی بات ارکانِ پارلیمنٹ کی اسلام کے مقرر کردہ فرائض کی پابندی کی! تو ان کی یہ پابندی نمازِ عید،

مشہور اشخاص کی نمازِ جنازہ، افطار پارٹی، حج بیت اللہ کے موقع پر تصویر سازی کے علاوہ دیکھنے، سننے اور محسوس کرنے کو نہیں ملی۔

اور اِن جیسے برگزیدہ ہستیوں سے کبیرہ گناہوں کا صدور تو ہو ہی نہیں سکتا، ان کی پارسائی کے قصے تو چار سو مشہور ہیں، اس لئے ان کے لئے آئین میں کبیرہ گناہوں سے اجتناب کی جو شرط لگائی ہے یہ تو ان کی توہین کے مترادف ہے۔ تب ہی تو آج تک کوئی رکنِ پارلیمنٹ اس وجہ سے نااہل نہیں قرار دیا گیا کہ اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہے، یا شاید لگتا ایسا ہے کہ پاکستان کی عدالتوں میں کبیرہ گناہوں سے کوئی ایسا گناہ کبیرہ مراد ہے جس کا تاحال کوئی سراغ انہیں نہیں مل سکا، ورنہ ارکانِ پارلیمنٹ کے بارے میں چوری، حرام خوری، رشوت، جعل سازی، دھوکہ بازی، بد عنوانی، قتل وغارت گری، عصمت دری وغیرہ کے اتنے واقعات مشہور ہیں کہ انہیں اِس مختصر مضمون میں زیرِ تحریر لانا مشکل ہے۔ ایسا نہیں کہ مخفی طور پر کبھی کبھار ارکانِ پارلیمنٹ سے یہ سیاہ کرتوت سرزد ہوئے ہوں، بلکہ یومیہ بنیاد پر ارکانِ پارلیمنٹ دن دھاڑے ان گھناؤنے اعمال کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ پھر عدالتیں انہیں کیوں نااہل قرار نہیں دیتیں؟ تو اس کا مختصر جواب یہ ہے جہاں عدالتوں کے جج خود پارسائی، ایمانداری اور امانت داری میں حد درجے کمزور ہوں، بلکہ فسق وفجور میں مبتلا ہوں، اسلامی اَقدار واحکام کے بجائے سیکولر معاشرہ تشکیل دینے کے خواہاں ہوں (اور موجودہ چیف جسٹس قاضی فائز عیسیٰ تو قادیانیوں جیسے کفار کی دعوت وتبلیغ کی آزادی کے مدعی بھی ہیں) تو وہ کیسے کسی رکنِ پارلیمنٹ کو مذکورہ شرائط کے خلاف قرار دے کر نااہل قرار دے سکتا ہے؟ اگر بالفرض کوئی جج ایسا مل بھی جائے جو خود ان شرائط کا حامل ہو اور اسلامی وملی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی رکنِ پارلیمنٹ کو نا اہل قرار دے تو اہلیانِ پاکستان جانتے ہیں کہ ایسا جج زیادہ عرصہ نہ صرف یہ کہ جج نہیں رہ سکتا، بلکہ زندہ رہنا بھی اس کے لیے مشکل ہوگا۔ ہاں! پاکستان کی عدلیہ میں کسی پارٹی کے خلاف انتقامی سیاست یا اسٹیبلشمنٹ کی دباؤ کی وجہ سے کسی رکنِ پارلیمنٹ کے خلاف کرپشن وبدعنوانی میں مبتلا قرار دے کر نااہل قرار دینے کی روایات موجود ہیں، جیسے سب کو پتہ ہے کہ پاکستان کی عدلیہ نے میاں نواز شریف کو نہ اہل قرار دیا، مگر بعد میں دوبارہ اسٹیلشمنٹ کے ساتھ ساز باز کرنے کے بعد نہ صرف یہ کہ وہ اہل ٹھہرے، بلکہ اسٹیبلشمنٹ کی طرف سے اسے ۲۰۲۴ کے الیکشن میں وہ سیٹ بھی دی گئی جس پر وہ ہار چکے تھے۔ اسی طرح ماضیٔ قریب میں پاکستان کی عدلیہ نے عمران خان کو اس لئے نااہل قرار دیا کہ انہوں نے اسٹیبلشمنٹ کے بعض ایسے حقائق سے پردہ اٹھایا تھا کہ جنہیں وہ اپنی سبکی اور بے عزتی سمجھتے تھے۔

معزز قارئین! پاکستان کے سیاسی اکھاڑے میں اکثر سیاسی پہلوان وہ ہیں کہ جن میں پاکستان کے معاملات سنبھالنے کی نہ تو صلاحیت ہے اور نہ کبھی وہ اس کے اہل ثابت ہوئے ہیں، کیونکہ اہل اپنی اہلیت ظاہر کرتا ہے (جیسے افغان طالبان نے اپنی اہلیت ظاہر کی) اور نا اہل کے کردار وگفتار سے اس کی نا اہلی ٹپک ٹپک کر سب پر عیاں ہوتی ہے۔ اور پاکستان کے حکمرانوں کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ ان کو تو اپنی قوم کے ساتھ خیانت اور دغہ بازی ورثے میں ملی ہے،اگر اِن کے آباؤ اَجداد کے کردار کو دیکھا جائے تو یہ حقیقت آشکارا ہونے میں دیر نہیں لگتی کہ

گرگ زادہ گرگ شود
گرچہ با آدمی بزرگ شود

مطلب یہ ہے کہ بھیڑیے کا بچہ بھیڑیے ہی کی پالیسی پر گامزن رہتا ہے، اگرچہ اس کی پرورش انسانوں کے بیچ ہوئی ہو۔

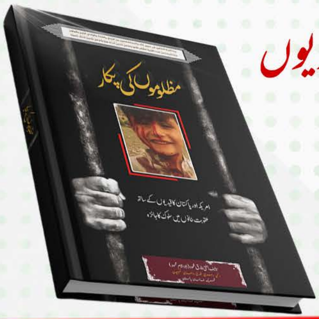
تو اِن انسان نما بھیڑیوں سے خیر کی توقّع رکھنا نہ صرف یہ کہ بے فائدہ ہے، بلکہ پوری قوم کی تباہی کا باعث بھی ہے۔

جب حکومت وریاست جیسی اہم امانت وذمہ داری ایسے خائنین کے ہاتھوں میں ہو تو ملک وقوم دِن بہ دِن ترقی کی بجائے پستی کی راہ چلنے میں دیر نہیں لگتی۔تب ہی تو خالقِ کائنات فرماتے ہیں: [اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا] مطلب یہ ہے کہ امانت (ملک وقوم سے متعلق کوئی بھی ذمہ داری) ایسے لوگوں کے سپرد کرو جو اِس کے اہل (مستحق) ہوں۔

پاکستان کی ستتر سالہ تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان کا زمامِ اقتدار نااہلوں کے پاس ہی رہا ہے، لگتا ایسا ہے کہ پاکستان میں اسلامی تعلیمات کی بجائے یہودی طرزِ عمل کو اپنانا پسند کیا جاتا ہے، جس طرح بنی اسرائیل میں حکمرانی کا حق اُن لوگوں کا مانا جاتا تھا جو مالدار ہوں، [وَقَالَ لَھُمْ نَبِیُّھُمْ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا ط قَالُوْا اَنّٰی یَکُوْنُ لَہُ الْمُلْکُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْکِ مِنْہُ وَلَمْ یُؤْتَ سَعَۃً مِّنَ الْمَالِ] (البقر: ۲۴۷) اسی طرح پاکستان کا موجودہ سسٹم بھی ایسا ہی ہے کہ حکمرانی صرف وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جو سرمایہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ اسٹیبلشمنٹ کے وفادار ہوں۔ (ورنہ میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف، آصف علی زرداری، بلاول بھٹو وغیرہ میں کونسی اضافی صلاحیت واہلیت ہے؟) پاکستان میں اصحابِ استحقاق یا تو خاموش رہیں ورنہ آئی ایس آئی، ایم آئی، سی ٹی ڈی کے بدنام زمانہ ٹارچر سل، تشدد زدہ بوری بند لاشوں، جعلی پولیس مقابلوں اور کم از کم میڈیا پر رُسوائی کے لیے تیار رہیں۔

رہی بات ملکی سالمیت کے خلاف کام کرنے کی بات! تو اس کا احساس پاکستانی عوام، برسرِ اقتدار طبقے اور ججز کو تب ہوتا ہے جب کوئی رکنِ پارلیمنٹ وغیرہ اپنی بوری بستر باندھ کر ملک سے فرار ہو چکا ہوتا ہے یا اس دنیا سے کوچ کر چکا ہوتا ہے، حاضرِ سروس ہو کر چند ایک افراد کے علاوہ کوئی بھی رکن ملکی سالمیت کے جرم میں نااہل قرار نہیں دیا گیا ہے، اور اگر یہ نا اہلی مخالف پارٹی کے برسرِ اقتدار آنے یا فوجی اسٹیبلشمنٹ کی ناپسندیدگی کی وجہ سے ہو تو اگلی باری میں سلیکٹ ہونے کے بعد وہ نااہل صاحب نہ صرف یہ کہ اہل قرار پاتا ہے بلکہ بعض اوقات تو وزارتِ عظمٰی اور صدارتِ عظمٰی جیسے اہم مناصب پر بھی براجمان نظر آتا ہے۔

جاری ہے...



مفتی طارق محسود (رکن رہبری شوریٰ و اعلامی کمیشن تحریک طالبان پاکستان) کی قیدیوں کے حوالے سے لکھی گئی کتاب

مظلوموں کی پکار قسط (8)

تیسری اہم رکاوٹ قبائلی معاشرہ:

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں، کہ دنیا میں دو بنیادوں پر معاشرے موجود تھے: قبائلی، اور زرعی۔ یہ دونوں قسم کے معاشرے یہود کے مقاصد عظمیٰ میں رکاوٹ تھے۔ ان دونوں کا متبادل پیدا کرنا تحصیلِ مقصد کے لئے ضروری تھا۔

قبائلی معاشرہ خاندانی تصور پر قائم تھا،اور خاندان کے سر براہ مرد ہوا کرتے تھے،اس معاشرے کے بنیادی اقدار (ایثار،رحمت وشفقت، ہمدردی، شجاعت اور سخاوت) نے معاشرے کو جوڑ کے رکھا تھا۔ ان اقدار کی بناء پر معاشرے کے ہر فرد کا تعلق قبیلہ، خاندان تک کے ساتھ مربوط تھا۔ کیونکہ ایثار کی وجہ سے ہر انسان اپنے مفاد کو دوسرے انسان کے مفاد پر قربان کرنے کے لئے تیار تھا۔ رحمت اور شفقت کی بنیاد پر ہر فرد دوسرے کے دکھ درد میں شریک حال رہتا تھا،بقول ایک عالم کے،کہ سو میں سے ہر فرد کو ۹۹ افراد کی حمایت حاصل تھی،تو ایسی فضاء میں کیسے کوئی فرد احساس کمتری کا شکار ہو کر خودکشی پر مجبور ہو سکتا ہے،جیسا کہ آجکل میڈیا میں چیخ و پکار ہے،کہ میں بے بس ہوں، بے سہارا ہوں۔

خاندان،قبیلے اور معاشرے کا سہارا تو سرمایہ دارانہ نظام اور سوشل معاشرے نے چھین لیا،حضرت کو ایک طرف سوشل ہونے پر فخر ہے،تو دوسری طرف بے سہارگی کا احساس، اس مصیبت سے چھٹکارے کی راہ بقول ان روشن خیالوں کے تاریک خیالی ہے،''شرعی نظام'' جو کہ ان بے سہارا حضرات کے نزدیک ناقابلِ برداشت اور ناقابلِ قبول ہے،

بس نتیجہ یہ ہے، کہ خدا ہی حافظ و ناصر ہو۔اسی طرح ہمدردی کی وجہ سے معاشرے کا ہر فرد دوسرے سے مستغنی اور لا پرواہ نہیں ہو سکتا ہے،کہ ہمدردی کا مطلب یہ ہے،کہ دوسرے کے درد کو اپنا درد سمجھ لینا،دوسرے کی بھوک، پیاس، بیماری کو اپنی بھوک، پیاس، اور بیماری تصور کرلینا، اور یقیناً یہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ قبائلی معاشرے میں آج تک یہ نہیں ہو سکتا کہ صرف پڑوس میں نہیں پورے گاؤں میں کوئی بھوکا پیا سا سوجائے، بالمقابل سوشل شہری معاشرے کے کہ مصروفیت کے ہاتھوں اپنے گھر کے اندر بیوی بچوں تک کا حال معلوم نہیں ہوتا ہے۔

اسی طرح شجاعت کی وجہ سے قبائل ہر اعلیٰ وارفع مقصد کی خاطر جان تک دینے کے لئے تیار ھوتے ہیں،جس کی وجہ سے آج تک قبائل پر حکومت کسی کی بس میں نہیں رہی۔

اور قبائلی معاشرے میں سخاوت ہوتی تھی جس کی وجہ سے ہر ایک اپنا مال دوسروں پر قربان کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اکثر اوقات قرضہ دئے بغیر اپنے ہمسائیوں کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ ان اقدار نے قبائلی معاشرے کو جوڑ کے رکھا تھا،جو یہود کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ تھی،جس کو انہوں نے سرمایہ داری کے فلسفے کے ذریعے توڑا اس کی وضاحت ہم ذیل میں کئے دیتے ہیں۔

چونکہ ہمارا موضوع سرمایہ دارانہ نظام پر تحقیقی بحث نہیں ہے؟ لہٰذا ہم یہاں صرف اس بات کو واضح کرنے کی

کوشش کرتے کہ سرمایہ دارانہ نظام کے ذریعے قبائلی معاشرے کے بنیادی اقدار کیسے توڑے گئے۔

تو سرمایہ دارانہ نظام کا بنیادی فلسفہ یہ ہے، کہ انسان ہر کام مادی فائدے اور خواہشات کی تکمیل کے لئے کرتا ہے۔ اسی فائدے کے لئے وہ تجارت کے مختلف پیشے اور کام اپنا تا ہے، چنانچہ ہر انسان کو یہ حق حاصل ہو نا چاہئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لئے کام کرے۔ انسان کے اپنے مفاد(Self-interest)کے لئے زیادہ کام کرنے کی وجہ سے معاشرے کو زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ انسان کا سب سے زیادہ فائدہ سرمائے کو بڑھا نا اور جمع کرنا ہے،اور یہ فائدہ تجارت وغیرہ کے زیادہ مواقع فراہم کرنے پر موقوف ہے۔تو اس نظریہ کے نتیجے میں معاشرے کے ہر فرد کے دل سے سب سے پہلے تو اللہ تعالی کی خوشنودی اور رضاکے حصول کا جذبہ ختم ہوا، کہ ہر فرد کے زندگی کا مقصد سرمایہ ہو گا۔کیونکہ دین کی روح یہ ہے کہ دل میں اللہ کی محبت راسخ اور مضبوط ہوجاتا ہے،جس کی وجہ سے انسان کے دل پر اللہ تعالی کی عظمت اور مخلوق خدا پر شفقت کا رنگ چڑھ جا تا ہے۔ جس کے نتیجے میں اللہ تعالی اور انسان کے حقوق کے تحفظ کا شوق و جذبہ پیدا ہوجا تا ہے۔ مگر سرمایہ داروں کی محبت کا روح مال اور سرمایہ بڑھانے کی طرف پلٹ جا تا ہے۔ اور ان کی زندگی کا مقصد سرمایہ میں بڑھوتری کے سوا کچھ نہیں رہ جاتا ہے،بلکہ مخلوق خدا سے محبت کا رشتہ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ بھائی، بہن، ماں، باپ حتی کہ بیوی بچوں کا بھی نہیں رہ جاتا ہے۔ سرمایے کے بڑھوتری میں سود،رشوت،قمار کسی بھی چیز سے پیچھے نہیں ہٹتا ہے۔ اس حرصِ سرمایہ کا منطقی نتیجہ یہ نکل آتا ہے کہ انسان نہ اللہ کا رہ جاتا ہے، اور نہ ہی کسی اور انسان کا،بلکہ یہ سرمائے کا کیڑا بن جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرے میں ارتباط اور جوڑ کا عنصر ختم ہو جاتا ہے۔ انفرادیت جنم لے لیتی ہے،اب یہ معاشرہ اپنے تحفظ میں ناکام ہو جاتاہے۔ کیونکہ ایک مربوط اور مضبوط معاشرے کے اصولوں میں سے ایثار ہے۔ مگر سرمایہ داری ایثار کی ضد ہے۔ کہ اپنے محتاج بھائی کو بلا سود ایک کوڑی بھی دینے کو تیار نہیں ہوتا،بلکہ ایثار کی جگہ اس نظام کے

نتیجے میں حرص، طمع اور شخصی مفاد کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ سرمایہ دار فقر، افلاس، محتاجی کو اپنے سودی کاروبار کا سیزن سمجھتے ہیں۔

اسی طرح انسانیت کے بلند مقصد کے لئے خود کو قربان کرنا شجاعت ہے،مگر سرمایہ دارانہ نظام کا ایک فرد جب ایک محتاج کی حاجت روائی کے لئے بلا سود پانچ روپے خرچ نہیں کرسکتا،تو وہ جان کی قربانی کب دے سکے گا؟یہی وجہ ہے کہ سود خور اقوام سخت بزدل ہوتی ہیں،ایسی قومیں جب فوج کو لڑاتی ہیں تو نشہ آور اشیا کے ذریعے لڑاتی ہیں۔ جس کا مشاہدہ موجودہ لڑائیوں میں خوب ہوا۔

مختصریہ کہ سرمایہ دار کی روزی اور نفع اندوزی دوسروں کی مصیبت،غربت اور افلاس پر مبنی ہے،لہذا ہمارا مشاہدہ یہ ہے، کہ جب سے دنیا میں قبائلی معاشرے ختم ہوئی،اس وقت سے یہود کو معاشرے پر کنٹرول حاصل ہوگیا،آج ہم دیکھ رہے ہیں، کہ کیا مسلم معاشرے کیا غیر مسلم معاشرے سب سرمایہ داری کی دھن میں لگ کر دشمن کے مقاصد سے غافل ہو چکے ہیں، آج مسلم معاشرہ سوشل بن کر زندگی کا مقصد بھول چکا ہے۔اور موجودہ جنگ میں قبائلی نظام کی صورت میں افغان اور پاکستان بارڈر پر موجود قبائل کا صفایا بھی شروع ہے۔ اور پوری دنیا میں رہے سہے قبائل کے پیچھے یہود و نصاریٰ لگے ہوئے ہیں،دہشت گردی کے نام پر اُن کو جمہوری دائرے میں لانے کی کوشش کر

رہے ہیں۔ تاکہ جو رہی سہی رکاوٹ ہے،جو کئی سو سال بعد بھی سر اٹھا رہی ہے،اس کا بھی خاتمہ ہو جائے۔ اور شومی قسمت سے ہمارے وہ قبائل جو قبائلی نظام سے ناواقف ہیں جو تقریباً سو شل ہو چکے ہیں، وہ بھی یہود کے اس دیرینہ خواہش کو پورا کرنے میں بڑے اخلاص کے ساتھ لگے ہوئے ہیں، جن کا اخلاص سمجھداری سے زیادہ جہالت پر مبنی ہے۔

اسی طرح قبائلی معاشرے میں گھرانے اور خاندان معاشرے کی اکائی اور فطری قوت ہوا کرتے تھے، اور ان قوتوں کا ربط تین طریقوں سے قائم تھا، (۱) نکاح یا ازدواجی رشتے(۲)اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے افراد(۳)اولاد اور یتیموں کی رضاعت اور پرورش۔ مکار دشمن نے آزادی نسواں اور مساوات کے نام پر قانون سازی کی،خواتین کے لیے کمائی کے خوب مواقع فراہم کئے، اور حکومتی ذرائع سے ایسے ماحول کو خوب تحفظ فراہم کیا،تاکہ عورت اس اکائی کی ذمہ داری سے ہاتھ دھو بیٹھے،ملازمت کے بہانے گھر سے نکالا،خاندانی منصوبہ بندی کی آڑ میں اولاد ہی سے محروم کیا۔ اور اس طرح ماں کو اولاد کی پرورش کا موقع ہی نہیں دیا،بلکہ جدید تعلیم، تہذیب یافتہ بنانے کی آڑ میں بچوں کو کم عمری ہی کے زمانے میں ماں کے پیار بھرے سینے اور شفقت آمیز گود سے جدا کر دیا،اور نرسریوں کے غیر فطری ماحول کے سپرد کر دیا۔ پیشہ ور(Professional)بنا کر اپنے گھر بار، ماں باپ خاندان سے زیادہ اپنے پیشے کا وفادار بنایا،یتیموں کو اپنے خاندان میں رکھنے اور معاشرے میں ضم کر کے ان کی مایوس کن حالت کو ختم کرنے،اور والدین کا درد فراق کو کم کرنے کی بجائے ان کے لئے علیحدہ ادارے قائم کئے جس کی بناء پر یتیم عمر بھر معاشرے میں خود کو تنہا محسوس کرنے لگا۔ اسی طرح بوڑھے والدین کے لئے Old home کا انتظام کر کے اولاد کے اوپر جنت کے دروازوں کو بند کر دیا،اور اولاد کو والدین کی خدمت سے محروم کر دیا۔اور کئی شادیوں کو معیوب متعارف کرا کر معاشرے میں جنسی بے راہ روی کا دروازہ کھولا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خاندانوں اور قبیلوں پر مشتمل معاشرے ختم ہو گئے۔ اور یہود کی راہ میں حائل رکاوٹ کا قلع قمع ہو گیا۔کیونکہ قدیم زمانے میں اسلام نے خاندان اور قبیلوں کی فطری قوتوں کو ختم کرنے کی بجائے انہیں شریعت کا پابند کر کے معاشرے کی تطہیر کی، اور پھر انہی قوتوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ دے کر معاشرے کے تحفظ کا انتظام کیا، اور اسلامی حکومت اس کی نگرانی کرتی تھی۔ اس کے برعکس یہود نے جمہوریت کے نت نئے نعروں کے ذریعے ان قوتوں کو توڑ کر معاشرے کو اس معاشرے سے الگ تھلگ قوت، پولیس،فوج بیرو کریٹوں کے حوالے کیا،اور اس انتظامیہ کی تربیت اپنے ہاتھ میں لے کر کہ آج پوری دنیا میں غیر مسلم تو درکنار کوئی مسلمان حاکم اور جرنیل بھی سیکولر جمہوری نظریے کے بغیر ملک کی باگ ڈور نہیں سنبھال سکتا ہے۔ لہٰذا اسی طریقے سے وہ آزاد قوتیں جو اپنے دفاع میں کسی کو محتاج نہیں ہوا کرتی تھیں۔ وہ آزاد مرد عورت جو اپنے دین و دنیا کے تحفظ میں صرف خدائی قانون کے محتاج ہوا کرتے تھے، آج یہود کے تربیت یافتہ قائدین اور اس کے بنائے ہوئے نظام میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اور آج ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے ایمان، اعمال، عزت و آبرہ کے تحفظ سے بھی محروم ہو چکے ہیں۔ آج مغربی آزادی یعنی صرف مذہب ہی سے آزادی اور عدل، مساوات یعنی عورت کو مرد کے برابر لانے کے علاوہ حقیقی آزادی اور مساوات کا نعرہ لگانا موت کو دعوت دینے کے مترادف بن چکاہے۔ اور غضب یہ ہے کہ آزادی اور مساوات کی حقیقت سے نا آشنا،یا خواہش پرست نام نہاد مسلمان یہود کے اس منصوبے کو پایہ تکمیل

تک پہنچانے میں یہود اور نصاریٰ سے بھی دو ہاتھ آگے چل رہے ہیں۔

خلاصہ بحث:

اس تفصیلی بحث یہ بات خوب واضح ہوئی کہ آج پوری دنیا میں جاری جنگ حادثاتی جنگ نہیں ہے، بلکہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ جنگ جاری ہے۔اس جنگ کا اصل محور یہود ہے، اور یہود نے اپنے مقاصدِ عظمیٰ کے حصول کے لئے یہ جنگ شروع کر رکھی ہے۔

اور یہ بات بھی عیاں ہوئی، کہ آج پاکستان نے قبائل کے اوپر جو جنگ مسلط کر رکھی ہے یہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہے، اس کا تعلق افغانستان کے ساتھ جوڑ نا حقیقت سے ناواقفیت پر مبنی ہے، افغان جنگ یہود کا ایک الگ ہدف تھا، اور پاکستان میں قبائل کے خلاف آپریشن جدا ہدف تھا، جس کو امریکہ نے پاکستان کے حوالے کیا تھا، اور اس ہدف کا پس منظر یہ ہے، جس کو میں نے اوپر بیان کیا۔اور یہ یہود کی دیرینہ خواہش ہے، اس سے پہلے یہود کی اس خواہش کو اللہ تعالیٰ نے "ملا پیوندہ" اور فقیر ایپیؒ" کے ذریعے ناکام بنایا، اور آج کے دور میں مشاہدہ یہ ہے کہ یہود کی اسی پرانی خواہش کی راہ میں جو مضبوط رکاوٹ بنی ہے، وہ یہ خستہ حال، خشک کھالوں والے، بھوکے پیاسے، ماڈرن مسلم دنیا میں بے یار و مدد گار مجاہدین حضرات ہیں، جنہوں نے ایک بار پھر ان ظالموں کے جہنم کی آگ سے بنے ہوئے میزائل کے سامنے سینہ تھان کر ان کا مقابلہ کیا، اور ایسی شرمناک شکست سے دوچار کیا، کہ رہتی دنیا تک یاد رکھیں گے۔اور دشمن اس حقیقت سے خوب واقف ہے۔اور قیدخانوں کے اندر زنجیروں میں جکڑے ہوئے شیروں کی اصلیت کو بھی خوب جانتا ہے۔

ہاں! تف ہو آج کے ان بزدل، بے ننگ روشن خیال اور ماڈرن مسلمانوں پر جن کی رگوں میں تو باطل کے خوف سے خون خشک ہو چکا ہو، مزید ان سربازوں پر بھی بے وقوفی اور تاریک خیالی، دہشت گردی اور فسادی کے فتوے لگاکر حقائق سے روگردانی کر رہے ہیں، جنہوں نے باطل کو سینکڑوں برس پہلے کی تاریخ یاد دلائی۔اور ان راستوں سے باطل کو چلتا کر دیا، جن راستوں سے ان کے آبا و اجداد نے ان کو چلتا کر دیا تھا۔ حدیث شریف میں آتا ہے، کہ دنیا دو خیموں (بلاک) میں تقسیم ہو گی، ایک ایمان کا اور ایک نفاق کا، جیسے حدیث میں مذکور ہے۔

عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِئٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ : «إِذَا صَارَ النَّاسُ فِي فُسْطَاطَيْنِ: فُسْطَاطِ إِيمَانٍ لَا نِفَاقَ فِيهِ، وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَا إِيمَانَ فِيهِ، فَإِذَا هُمَا اجْتَمَعَا فَأَبْصِرِ الدَّجَّالَ الْيَوْمَ أَوْ غَدًا ([الفتن لنعیم بن حماد ۲/ ۵۲۶])

ترجمہ:حضرت عمیر ابن ہانی سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگ دو خیموں (بلاک) میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک اہل ایمان کا خیمہ جس میں بالکل منافق نہیں ہوگا، دوسرا منافق کا خیمہ جس میں بالکل ایمان نہیں ہو گا، تو جب وہ دونوں اکٹھے ہو جائیں، تو تم دجال کا انتظار کرو کہ آج آئے یا کل آئے۔

میں معترضین حضرات سے پوچھتا ہوں کہ نفاق کا بلاک تو یہود کی سربراہی میں بناہوا ہے، اور مزید بڑھ رہا ہے، مگر ایمان کا بلاک امارت اسلامی کے علاوہ پوری دنیا میں نام نہاد مسلمانوں کی حکومتوں میں تمھیں کہاں نظر آرہا ہے؟مشاہدہ تو یہ ہے کہ یہ نام نہاد اسلامی ممالک یہود کے فرنٹ لائن

اتحادی بنے ہوئے ہیں،اور ایمان والوں کو پکڑ پکڑ کر نفاق کے بلاک میں شامل ہونے پر مجبور کر رہے ہیں،نہ یہ کہ خود ایمان والوں کے بلاک میں شامل ہو جائیں۔لہٰذا موجودہ جنگ کے قید،زخمی اور مرنے والے بھی اسی دو بلاکوں میں تقسیم ہوں گے،تو آج کے قیدی اس تناظر میں ایک عظیم جدوجہد کے تحت قید ہوئے ہیں،ان کا قید ہونا مسلمانوں کے نزدیک قابلِ افتخار ہے،نہ کہ قابلِ اعتراض۔ہاں ! جو نفاق کے بلاک کے ممبر ہیں یا جنھوں نے نفاق کے بلاک میں شامل ہونے کا ارادہ کیا ہوا ہے اس کے نزدیک یقیناً قابلِ اعتراض ہے۔ لہٰذا مذکورہ اعتراض نہایت شرمناک ہے،اور حد درجے بزدلی اور حقائق سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔

ہمارا موقف:

یہ تو انٹرنیشنل طور پر موجودہ جنگ کے متعلق ایک نہایت مختصر طائرانہ تجزیہ تھا۔اور پوری دنیا کے مجاہدین کی طرف سے جہادی اشتراک کی وجہ سے وکالت کو میں نے اپنا فرضِ منصبی سمجھا،اور یہ احساس دلانے کی کوشش کی،کہ بزدلی اور دنیاوی اغراض کو پسِ پشت ڈال کر موجودہ حالات کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ باقی موجودہ جنگ کے اعتبار سے ہمارا ہدف صرف اور صرف پاکستان ہے۔مگر قارئین حضرات اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں،کہ ۹/۱۱کے بعد پاکستان بالخصوص قبائل میں آپریشنوں کا سلسلہ حادثاتی طور پر شروع نہیں ہوا ہے،بلکہ سابقہ تاریخی تناظر سے یہ بات واضح ہوئی کہ یہ بھی دشمن کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔ قبائل کو کرش کرنے کا منصوبہ امریکہ کی طرف سے پاکستان کو خصوصی طور پر دیا گیا تھا۔باوثوق ذرائع سے یہ بات مجھے معلوم ہوئی ہے کہ افغانستان پر حملے سے پہلے امریکی اہلکاروں نے قبائلی نظام اور اس کلچر کے خاتمے کا مطالبہ پاکستان سے کیا تھا،اور یہ

مطالباتی ٹیم اس شخص سے بذاتِ خود ملی تھی،جس کے ذریعے مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے،مگر اس کا نام لینا میں مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔لہٰذا جب تک پاکستان ہمارا علاقہ خالی نہ کرے،قبائل سے اپنے تصرفات کو ختم کرکے اپنی اصل حالت پر نہ چھوڑے،ان کے اثاثوں پر کئے قبضے کو ختم نہ کرے، دہشت گردی کے نام پر محبوس پورے پاکستان کے جوانوں کو رہا نہ کرے،اور اس نام پر لاپتہ افراد کو بازیاب نہ کرے،ہمارا جہاد پاکستان کے خلاف جاری رہے گا،ان شاء اللہ۔کتاب کا حجم میں نے کم رکھا : موجودہ جنگ میں اتنے لوگ قید رہ چکے ہیں،کہ ان سب کا احاطہ کسی بھی شخص کے بس میں نہیں ہے۔اور اس دوران مظالم کے اتنے ڈھیر ساری داستانیں ہیں کہ قلم تو درکنار کمپیوٹر بھی ہمت ہار دے گا۔لہٰذا میرا مقصود قیدیوں کی داستان اور اُن پر ڈھائے گئے مظالم کا احاطہ کرنا نہیں ہے،بلکہ ہیومن رائٹس اور تہذیب کے دعویداروں پاکستان اور امریکہ کے دعوؤں اور خفیہ مظالم سے پردہ فاش کرنا ہے،اس لئے میں نے بہت ہی کم لوگوں کی داستان پر اکتفا کیا،کہ مشت نمونہ از خروارے پر عمل کیا۔اور مجھے یہ قوی امید ہے کہ انصاف پرست مزاجوں اور سلیم الطبع لوگوں کے حق میں یہ مختصر داستان تاریکی میں قندیل کا کام دے گی۔ اور ساتھ ساتھ اس کتاب میں تکرار نظر آئے گا،مگر یہ پریشانی کی بات نہیں،کہ یہاں تکرار دعوے کی تائید کا کام دے گا،کہ قید خانوں کے اندر جو انسانی حقوق کی پامالی ہورہی ہے، یہ سچ اور حق ہے،اس میں جھوٹ کا کوئی شائبہ تک نہیں،کیونکہ ایک دوسرے کے حالات سے بے خبر قیدی کیسے ایک قسم کے حالات بیان کر سکتے ہیں،اور میرے کتاب لکھنے کا مقصد بھی قید خانوں کے اندر ظلم و زیادتی اور انسانی حقوق کے مسلم خلاف ورزیوں کو دنیا کے سامنے آشکارہ کرنا ہے، ان شاء اللہ ۔



مِـنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَـالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَه وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ

امارت اسلامیہ افغانستان کے سرکردہ رہنماؤں کی سوانحِ حیات پر لکھی گئی پشتو کتاب دسپین کاروان سرلاري کا اردو ترجمہ "رہنمائے قافلۂ حق" قسط (9)

مترجم: شیخ ابو محمد حماد
فاضل دار العلوم کراچی

شہید مولوی عبد السلام صاحب رحمہ اللہ کی سوانح عمری

طالبان کی اسلامی تحریک کی کامیابی، استقامت اور استحکام کا ایک راز یہ بھی ہے کہ یہ تحریک اِس پُرفتن دور میں اُن صلحاء واتقیاء پر مشتمل تحریک ہے کہ جن کی مثال موجودہ دور میں ملنا بہت ہی مشکل ہے، اس تحریک کے راہنما وکارکنان زیادہ تر دینی مدارس کے طلباء وعلماء ہیں۔ اسی سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اس تحریک میں معاصر دور کے سب سے زیادہ متدین، نفوسِ ازکیاء اور مخلص لوگ جمع ہوئے ہیں، علومِ دینیہ کے طلبہ کے بارے میں عظیم مجتہد امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر قرآن وسنت کے طلبہ کرام کے درمیان بھی اولیاء کرام نہ ہوں تو پھر مشکل ہے کہ اللہ کی زمین پر کوئی اور اللہ کا ولی ہو۔

طالبان کی اسلامی تحریک میں بہت سی ایسی گمنام شخصیات گزری ہیں(اور اَب بھی ہیں) کہ جن کے اعمال اور کردار کو دیکھتے ہوئے بجا طور کہا جا سکتا ہے کہ وہ اولیاء اللہ ہیں، یہی اولیاء اللہ ہی ہیں کہ جن کی راتیں اللہ تعالی کے حضور سجدوں میں بیت جاتیں اور دن جہاد اور دینِ الٰہی کی بے لوث خدمت میں گزرتے۔ ایک جانب اگر وہ علم، تقویٰ، دیانت اور اخلاص کے پیکر تھے تو دوسری جانب ایثار وقربانی اور جرأت وبہادری کے نمونہ تھے، راہِ خدا کے انہی نیک سیرت مسافروں میں سے ایک شہید مولوی عبد السلام رحمہ اللہ بھی تھے کہ اللہ تعالی نے انہیں خوب صورتی کے ساتھ خوب سیرتی بھی عطا کی تھی۔ آئیے! چند لمحات اسی مبارک وبزرگوار شہید کی سوانح اور کردار کے ساتھ رہ کر ان سے شناسائی پیدا کریں۔

پیدائش اور زندگی کے ابتدائی مراحل:

مولوی عبد السلام اخند زادہ صاحب ملا محمد صادق اخند صاحب کے بیٹے اور مرحوم مولوی صالح محمد صاحب کے پوتے تھے، ان کا تعلق پشتون قوم میں بارکزئی قبیلے سے تھا، ۱۳۴۶ھ ش کو سرطان کے مہینے کی ۱۵ تاریخ کو کندہار ولایت کی نیش ولسوالی کے گاؤں "شاویز" میں ایک دیندار اور علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں حاصل کی، ابتدائی تعلیم سمیت کافی تعلیم اپنے والد بزرگوار اور چچا مولوی عبد الخالق اخند زادہ صاحب اور مولوی عبد اللطیف اخندزادہ صاحب سے حاصل کی۔

ان کے گھرانے نے عرصۂ دراز تک ایک علمی اور دیندار گھرانے کے طور پر معاشرے میں خدمات سرانجام دی ہیں، تقریباً سات پشتوں تک اُن کے آباء واجداد تشنگانِ علم کو سیراب کرتے چلے آئے ہیں۔ مولوی عبد السلام صاحب نے ابھی ابتدائی جوانی میں ہی قدم رکھا تھا کہ روسی حملہ آوروں نے افغانستان پر چڑھائی کر دی، جس کے نتیجے میں انہیں ڈیورنڈ لائن کے قریبی شہر چمن ہجرت کرنی پڑی، وہیں مولوی عبد السلام صاحب نے اپنی تعلیمی سرگرمیاں "نور المدارس فاروقیہ" میں جاری رکھیں، اور کتبِ احادیث چمن شہر میں شیخ الحدیث مولوی محمد علی صاحب کے مدرسہ میں پڑھ کر سندِ فراغت حاصل کی۔

روس کے خلاف جہاد میں شرکت:

مولوی عبد السلام صاحب ابھی جوان تھے کہ افغانستان میں کمیونزم کے جہاد شروع ہوا، موصوف کی چونکہ جہاد کے ساتھ انتہائی محبت تھی اس لیے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جہاد میں بھی شریک رہے، موصوف رحمہ اللہ نے شروع سے شہادت تک اپنی جہادی زندگی ملا شیرین اخند صاحب (جن کا طالبان تحریک میں بڑا گروپ تھا) کی قیادت میں گزاری، ملا شیرین کا یہ گروپ کندہار شہر کے اطراف (محلہ جات، ارغنداب اور ڈنڈ ولسوالیوں) میں فعال تھا، مولوی عبد السلام صاحب بھی اسی گروپ میں ایک مجاہد کی صفت سے اپنی مسئولیت ادا کرتے رہے، ڈاکٹر نجیب کی حکومت کے آخری دور میں موصوف رحمہ اللہ کندہار وکابل شارعِ عام پر جبار اور دوستم کی ملیشاؤں کے خلاف لڑتے رہے ہیں، مولوی عبد السلام صاحب نے اپنی تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ اُس وقت تک جہاد میں مصروف رہے جب تک کمیونسٹوں کی حکومت کا خاتمہ نہ ہوا۔

ہرج ومرج کے دور میں:

باہم تنظیمی جگڑوں کے دور میں مولوی عبد السلام صاحب (جب وہ تحصیلِ علوم سے فارغ ہو چکے تھے) نے کندہار شہر کے قریب "دامان ولسوالی" کے علاقے "خوشاب" میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی، اور وہیں تدریس کا سلسلہ شروع کیا، انہی ایام میں کہ مولوی صاحب دسیوں طالبانِ علوم دینیہ کو بڑی بڑی کتابیں پڑھا رہے تھے افغانستان کے دیگر ولایات کی طرح کندہار میں بھی عمومی فساد اور ہرج ومرج کی کیفیت پیدا ہو چکی تھی، خود سر کمانڈروں نے عوام الناس کو ستانہ شروع کر رکھا تھا، وہ لوگوں سے بزور پیسے لیتے، اور یوں ایک اجتماعی فساد کی راہ انہوں نے اختیار کر رکھی تھی، چنانچہ مولوی عبد السلام صاحب نے منکرات کے سد باب کے لیے اپنے علاقے "خوشاب" کی سطح پر کوششیں شروع کیں، اور کئی بار اپنے علاقے کے سرکش اور بدکردار اشخاص کو بداعمالیوں پر سزائیں بھی دیں، چنانچہ انہوں نے اپنے علاقے کی سطح پر ظاہری منکرات کا سد باب کیا۔ اور اس دوران مولوی صاحب نے طالبان کے اتحاد اور نظم کے لیے بھی کوششیں شروع کیں، اسی سلسلے میں بہت سے علماء کرام اور علاقائی مشران کے ساتھ مجالس وملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا، یہی وہ وقت تھا کہ کندہار ولایت کے ژڑئ کے علاقے "سنگ حصار" میں ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں طالبان تحریک شروع ہوئی، چنانچہ اس تحریک کے ابتدائی دنوں میں مولوی عبد السلام صاحب اپنے ۷۰ طالبان کے ساتھ ملا محمد عمر مجاہد کے ساتھ مل گئے۔

موصوف کی طالبان کی اسلامی تحریک میں خدمات:

اسلامی تحریک کی شروعات میں جب طالبان نے میوند ولسوالی کو اپنے کنٹرول میں لیا تو مشرتابہ (قیادت) کی طرف سے مولوی عبد الکریم صاحب کی تقرری میوند ولسوالی کے ولسوال کی حیثیت ہوئی اور مولوی عبد السلام صاحب ان کے معاون مقرر ہوئے۔ موصوف رحمہ اللہ اس کے بعد بھی بہت سی جنگوں میں حصہ لیتے رہے ہیں، یہاں تک کہ پوری کندہار ولایت طالبان کے زیر کنٹرول آئی، کندہار کی فتح کے بعد مولوی عبد السلام صاحب اولاً کندہار کے میدانِ ہوائی (کندہار ائیرپورٹ) کے مسئول مقرر ہوئے اور بعد میں کندہار کے "امنیہ قومندان" (پولیس چیف) مقرر ہوئے۔

اُس وقت کندہار کی امنیہ قومندانی (پولیس کمشنری) کی حیثیت تمام جہادی تشکیلات کے لیے مرکز کی

تھی، اور مسئولیت کے اعتبار سے ایک اہم مقام سمجھا جاتا تھا، اسی وجہ سے اسلامی تحریک کے قائد ملا محمد عمر مجاہد نے مولوی عبد السلام صاحب کو امنیہ قومندان مقرر کیا، کیونکہ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کو مولوی عبد السلام صاحب پر بھرپور اعتماد تھا اور ان کے ساتھ قریبی تعلقات تھے۔

اسی زمانے میں مولوی عبد السلام صاحب کندہار کی امنیہ قومندانی کے اپنے رسمی فرائضِ منصبی کے ساتھ ساتھ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کے ایک قریبی مشاور اور معاون کا فریضہ بھی سرانجام دیتے تھے۔ موصوف رحمہ اللہ ایک جید عالمِ دین، ہوشیار مجاہد، مدبر قائد اور انتہائی درجے کے متقی وپرہیز گار مسلمان تھے۔ ملا محمد عمر مجاہد کے لیے ان کی حیثیت ایک امین مشاور کی تھی۔ موصوف رحمہ اللہ کے ساتھی کہتے ہیں کہ اُس زمانے میں مولوی عبد السلام صاحب کے ساتھ ملا محمد عمر مجاہد کے قریبی تعلقات تھے کہ جب بھی کوئی ملا محمد عمر مجاہد کو اپنے دفتر میں نہ پاتے تو اُن کی تلاش اولاً مولوی عبد السلام صاحب کی رہائش گاہ پر کرتے اور عموماً مل بھی جاتے۔

ملا محمد عمر مجاہد مولوی عبد السلام صاحب کو روس کے خلاف جہاد کے زمانے سے پہچانتے تھے، وہ موصوف رحمہ اللہ کے علم، تقویٰ اور مسلمانوں کے اجتماعی معاملات میں دلچسپی کے بارے میں بخوبی واقف تھے، تب ہی تو شہید موصوف رحمہ اللہ کی قدر ومنزلت کے قائل تھے۔

مولوی عبد السلام صاحب کی شہادت:

۱۳۷۴ ھ ش سال میں جب ملک کے مغرب میں ہرات کے حکمران تورن (کیپٹن) اسماعیل خان نے ”گرشک“ پر حملہ کیا، مگر بعد میں اسلامی تحریک کے مجاہدین نے اسے شکست دے کر ”فراہ ولایت“ تک اسے پسپائی پر مجبور کیا، لڑائیوں کے اسی سلسلے میں ملک کے مغرب میں طالبان کے عمومی عسکری کمانڈر ملا محمد اخند صاحب زخمی ہوئے، اس دوران مولوی عبد السلام صاحب خود اپنے چند مجاہدین کے ساتھ جنگ کے خطِ اول پر تشریف لے گئے، چنانچہ اسی جہادی سفر میں موصوف ”فراہ ولایت“ کے علاقے ”آب خرما“ میں ”خوست درہ“ میں دشمن کے خلاف جنگ میں شہادت کا اعلیٰ مقام پاگئے۔

مولوی صاحب کی شخصیت سے متعلق:

شہید مولوی عبد السلام صاحب اسلامی امارت کی سطح پر اُن لوگوں میں سے ایک تھے کہ جنھوں نے علمی استعداد اور تقویٰ میں خوب شہرت حاصل کی تھی، موصوف رحمہ اللہ کو اللہ تعالی نے علمی استعداد اور سیاسی بصیرت کے ساتھ ساتھ شریعت کی پابندی کی صفت سے نوازا تھا، موصوف کے ساتھی اور متعلقین اب بھی اُن کی تواضع، خوش اخلاقی اور حسنِ تعامل کو یاد کرتے ہیں، انھی اوصاف کی وجہ سے موصوف نے نوعمری میں بہت سے دلوں میں محبوبیت پیدا کی تھی اور اپنے علاقے کی سطح پر انتہائی محبوب اور با اثر شخصیت بن گئے تھے۔

موصوف کے چچا مولوی عبد اللطیف اخند زادہ صاحب (جو مولوی عبد السلام صاحب کے بچپن کے زمانے کے استاذ ہیں) کہتے ہیں کہ مولوی صاحب تقویٰ اور دیانت کے لحاظ سے ایک غیر معمولی انسان تھے۔ مولوی عبد اللطیف اخند زادہ صاحب کہتے ہیں کہ مولوی صاحب میں تین صفات بہت ہی ظاہر تھیں: انتہائی تقویٰ دار تھے، بہادر تھے اور ساتھ میں اللہ تعالی نے انہیں خوب علم سے نوازا تھا۔

شہید مولوی صاحب کی دیانت اور قرب الی اللہ کے آثار موصوف کی شہادت کے بعد بھی دیکھے گئے، جب موصوف رحمہ اللہ کا جسدِ خاکی میدانِ جنگ سے قبرستان لایا گیا تو دفن کے وقت جب ان کے بدن سے پہنا ہوا کوٹ اتارا گیا تو اس سے ایسی خوشبو پوٹی کہ تمام شرکائے جنازہ نے اسے محسوس کیا، چنانچہ اسی وجہ سے موصوف کے مذکورہ کوٹ کو حاضرینِ جنازہ نے باہم ٹکڑے ٹکڑے کرکے بانٹ دیا، اور اپنے ساتھ لے گئے، چنانچہ ہر ٹکڑے سے وہی خوشبو پوٹ رہی تھی۔

شہید مولوی عبد السلام صاحب کے والد صاحب (ملا محمد صادق اخندزادہ صاحب) کہتے ہیں کہ موصوف کی شہادت کے ۹ سال بعد جب میں اُن کی قبر پر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کی قبر ِگر چکی ہے، تو ایک صبح میں نے عزم کیا کہ لوگوں کے آنے سے پہلے اُن کی قبر کو درست کر لوں، چنانچہ اسی نیت وارادے سے میں نے جب ان کی قبر کھول دی تو مولوی صاحب کے جسد سے کفن ہٹ گیا اور جسم ظاہر ہوا، میں نے دیکھا کہ مولوی صاحب کا جسد ۹ سال بعد بھی خاک بننے کی بجائے اس طرح صحیح وسالم تھا گویا اسی وقت دفن کیا ہے۔

ملا سیف اللہ اخند صاحب (کہ جنھوں نے مولوی صاحب کے ساتھ دوستی کے ۱۵ سال گزارے ہیں) کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ مولوی صاحب سے نماز باجماعت فوت ہوئی ہو، وہ ہر حال میں نماز باجماعت کا خوب اہتمام کرتے، موصوف وسیع علم کے ساتھ ساتھ اچھی قراءت اور حسنِ صوت کے بھی مالک تھے کہ بسا اوقات دلرُبا ترنم کے ساتھ اذان دیتے۔

اللہ تعالی کے اس صالح بندے نے ایسے وقت میں شہادت کا اعلیٰ مقام پایا کہ ابھی جوانی بھی اختتام کو نہیں پہنچی تھی اور موصوف کی صرف ایک ہی بیٹی پیدا ہوئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمارے غلام حکمران

انجینئر سعد فرقان

ابھی (ماہ فروری کے آخر میں) میڈیا پر یہ خبر دیکھی کہ امریکہ نے پاک-ایران گیس پائپ لائن معاہدے پر عمل درآمد کرنے کے فیصلے پر تحفظات کا اظہار کردیا ہے، بہ الفاظ دیگر اسے روکنے کا حکم دے دیا ہے اور یوں پاکستانی حکمرانوں، جرنیلوں، سیاست دانوں، بیوروکریٹوں اور ججوں پر واضح کردیا ہے کہ تم کل بھی غلام تھے اور آج بھی غلام ہو۔ غلامی کی یہ تاریخ نئی نہیں بلکہ یہ تاریخ پاکستان جتنی ہی پرانی ہے۔ ہم نے ہمیشہ عالمی طاقتوں کی غلامی کی ہے جس کی تازہ مثال اس معاہدے کا تعطل ہے۔ جبکہ اس سے پہلے بھی ہم امریکی غلامی کی وجہ سے سارے ہمسایہ ممالک سے تعلقات خراب کرچکے ہیں۔ افغانستان کے خلاف امریکی اتحاد میں شامل ہونے کے زخم ابھی تازہ تھے کہ ہم نے مجبور و لاچار افغان مہاجرین کو زبردستی غیر اسلامی بلکہ غیرانسانی طریقے سے نکال کر مغربی غلامی اور منافقت کا ثبوت دیتے ہوئے ان زخموں پر نمک چھڑک دیا۔

ایٹمی اسلامی ملک ہونے کے باوجود پاکستان دنیا کے بدترین ممالک میں شمار ہوتا ہے۔جمہوریت کی راگ الاپتے سیاست دان اپنی ہی لالچ کی وجہ سے ہمیشہ سے سازشیں کرتے آئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں کبھی جمہوری استحکام تک نہ آسکا۔ کیا یہ بدترین حقیقت نہیں ہے کہ پاکستان میں ایک بھی جمہوری حکمران نے اپنی حکومتی مدت پوری نہیں کی؟۔ کسی کو مروایا گیا تو کسی کو عدالت سے نااہل کروایا گیا۔ کسی سے زبردستی استعفی لیا گیا تو کسی کو عدم اعتماد کے ذریعے نااہل کیا گیا۔ یوں یہ سیاست دان ہمیشہ سے اسٹیبلشمنٹ کی کٹھ پتلیاں بن کر کبھی آپس میں لڑتے رہتے ہیں اور کبھی اتحاد کرلیتے ہیں۔ ایک دن دشمن ہوتے ہیں دوسرے دن دوست بن جاتے ہیں۔ بالکل ایسے جیسے کبھی افغانستان میں اشرف غنی اور عبداللہ عبداللہ حریف ہوا کرتے تھے اور انتخابات میں ایک دوسرے پر دھاندلی کے الزامات لگاتے تھے کہ اس وقت کے امریکی وزیرخارجہ جان کیری نے دونوں کی صلح کروا کر دونوں میں اقتدار بانٹ کر اشرف غنی کو صدر اور عبداللہ عبداللہ کو چیف ایگزیکٹو (وزیراعظم طرز) کے نام سے نیا عہدہ تخلیق کرکے اس پر بٹھادیا۔ لیکن یہ کبھی حقیقی حکمران نہ بن سکے بلکہ صرف حقیقی غلام ہی بن سکے۔ افغانستان پر ان کا کنٹرول برائے نام ہی رہا اور ہر جگہ مختلف گروپوں کا قبضہ رہا اور پورے افغانستان میں کنٹرول اور اختیارات کی جنگ جاری رہی۔یہاں تک کہ افغانستان میں طالبان کی حکومت قائم ہوگئی اور یوں ملک میں سیاسی استحکام آگیا۔

دوسری طرف پاکستان میں بھی ویسی ہی صورتحال ہے۔ کٹھ پتلی سیاست دانوں میں اختیارات کی جنگ جاری ہے اور ملک کے مختلف علاقوں پر مختلف زمینداروں، جاگیرداروں وغیرہ کا قبضہ ہے، انکے اپنے قوانین ہیں۔یہاں تک اپنی نجی جیلیں بنائی ہوئی ہیں۔ چند دن پہلے جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد نے نجی جیلوں کے حوالے ایک قانون پاس کروایا کہ نجی جیل بنانے پر تین سال قید اور دس لاکھ جرمانہ اور اس میں کسی کو قید کرنے پر پانچ سال قید اور بیس لاکھ جرمانہ وغیرہ ہے۔ قانون کی تو کسی کو پرواہ نہیں لیکن توجہ طلب بات یہ ہے کہ سینیٹر مشتاق کے مطابق بلوچستان میں ۷۱ نجی جیلیں اور سندھ میں بھی درجنوں نجی جیلیں ہیں جن میں ہزاروں لوگ قید ہیں۔خفیہ ایجنسیوں کی جیلیں اس کے علاوہ ہیں۔

یہ سب حکومتی کارکردگی اور کنٹرول کا پول کھولنے کے لیے کافی ہے۔ اس سے بدتر غلامی اور کیا ہوسکتی ہے کہ ہم نے اپنے دشمن بھارت کے ایک جاسوس کو رنگے ہاتھوں پکڑا لیکن اسے ابھی تک سزا نہیں دے سکے اور اس نام نہاد عالمی عدالت اور اقوام متحدہ کے فیصلوں پر سر جھکائے کھڑے ہیں جن کے فیصلوں کو دنیا جوتے کی نوک پر رکھتی ہے۔ ہمارے مسائل اسی راستے پر سے ہی ختم ہونگے جس راستے پر افغان طالبان گزر رہے ہیں۔اقبال نے خوب کہا تھا:

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی



فروری

رواں سال 2024ء
ماہ فروری میں تحریک طالبان پاکستان کی کارروائیوں کی تفصیلی رپورٹ!

تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین سال ۲۰۲۴ء ماہ فروری میں کل ۶۴ حملے کیے، جس میں عسکری و خفیہ اداروں کے ۱۷۲ اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے ۔

کارروائیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

یکم فروری/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کے عمر اڈہ کے قریب فوجی ہاسٹل پر حملہ کیا گیا، جس میں تین فوجی ہلاک و زخمی ہوئے ۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے گاؤں کونڈوکوٹ میں فوج نے چھاپہ مارا، جس کے جواب میں دو فوجی ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوئے، دو ساتھی بھی بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کرگئے ۔

۳/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میرانشاہ کے علاقے تپی میں فوجی پوسٹ پر لیزرگن حملے میں ایک فوجی اہلکار ہلاک ہوا ۔

۴/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے زیڑ غر پوسٹ پر اسنائپر حملے میں ایک فوجی اہلکار ہلاک ہوا۔

ولایت مردان، ضلع مردان کے علاقے کاٹلنگ میں ایک سی ٹی ڈی اہلکار کو گرفتار کرکے علاقے کے مشران کی ضمانت پر اس شرط کے ساتھ رہا کیا کہ آئندہ طالبان کے خلاف کسی بھی سرگرمی میں حصہ نہیں لے گا۔

ولایت مردان، ضلع مردان کے علاقے کاٹلنگ میں فوج نے طالبان پر چھاپہ مارنے کی کوشش کی، مجاہدین نے جوابی کارروائی کی جس میں متعدد فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔

۵/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں تحریک طالبان پاکستان کے جنگجوؤں نے ایک پولیس اسٹیشن پر حملہ کرکے ۱۶ پولیس اہلکاروں کو ہلاک و زخمی کیا۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل جنڈولہ کے گاؤں عمرخیل میں فوج نے پر چھاپہ مارا، جوابی کارروائی میں ٦ فوجی اہلکار ہلاک و زخمی کیے اور بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔فوجی کارروائی میں ۳ عام شہری شہید ہوئے۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے صدرہ شریف میں امن کمیٹی کے نام پر حکومتی لشکر کے کارندوں نے طالبان پر گھات لگا کر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ طالبان نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے چار کارندوں کو ہلاک کردیا۔

ولایت پشاور، ضلع پشاور کے علاقے شیرکیرہ میں مجاہدین نے معاذ نامی خفیہ اداروں اور فوج کے ایک جاسوس کو نشانہ بناکر قتل کردیا۔

٦/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت ملاکنڈ، ضلع لوئر دیر کے دریائے پنجکوڑہ کے کنارے پر نصب شدہ بم کو ناکارہ بناتے ہوئے دھماکے میں بم ڈسپوزل سکواڈ کا ایک اہلکار ہلاک اور دوسرا شدید زخمی ہوگیا۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میرعلی کے علاقے خیسور میں ایک اسنائپر حملے میں ایک فوجی اہلکار ہلاک اور ایک کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

ولایت ملاکنڈ، ضلع بونیر میں امبیلا چیک پوسٹ پر ناکہ بندی کے دوران مجاہدین کی گاڑی کو روکنے پر مجاہدین نے پولیس پر فائرنگ کرکے پولیس اہلکار فضل رازق کو ہلاک اور اہلکار عبدالرشید کو زخمی کردیا۔

۸/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں واقع فوجی قلعے پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے تعارضی حملہ کیا گیا، جس میں جانی و مالی نقصان کا قوی امکان ہے۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درابن میں فوجی کانوائے پر گھات حملے میں فوج کی تین گاڑیوں کو نشانہ بنایا گیا جس میں متعدد اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے روڑی میں پولیس موبائل پر بم دھماکہ کیا گیا، جس میں پولیس کے ٦ اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے روڑی میں ۷ پولیس اہلکار طالبان کے سامنے سرنڈر ہوئے، جنہیں اسلحہ ضبط کرکے صحیح سلامت جانے دیا گیا۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل گومل کے علاقے کوٹ اعظم میں ایف سی پر گھات حملہ ہوا جس میں چار اہلکار ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوئے اور تین گاڑیاں بھی تخریب کا نشانہ بنیں۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل گومل کے علاقے کوٹ اعظم میں پولیس پر گھات حملہ کیا گیا جس میں دو اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے اور پولیس کی

دو گاڑیاں تباہ ہوئیں ۔

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی میں تحریک طالبان پاکستان اور لشکر اسلام کے مجاہدین نے مشترکہ طور پر فوج کے چھاپے پر جوابی کارروائی کی، جس میں متعدد فوجی ہلاک و زخمی ہوئے ۔

۹/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے گاؤں مڈی میں پولنگ اسٹیشن کیلئے آئی فوج کی گاڑی پر بم دھماکہ کیا گیا، جس میں سات فوجی ہلاک و زخمی ہوئے ۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے گاؤں اٹل شریف میں پولنگ اسٹیشن کے لئے آنے والی پولیس پر حملہ ہوا جس میں تین پولیس اہلکار زخمی ہوئے ۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے گاؤں لونی میں فوج پر حملہ کیا گیا، جس میں جانی مالی نقصان کا قوی امکان ہے ۔

ولایت پشاور، ضلع پشاور کے گلبرگ نمبر ۱ میں طالبان نے دو ایف سی اہلکاروں امجد زنگی اور محمد اسحاق کو فائرنگ کرکے قتل کردیا ۔

۱۰/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے شین سترگے میں اسنائپر سے حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کردیا گیا ۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درزندہ میں ایک حملے میں پولیس ایس ایچ او کو ہلاک اور تین اہلکاروں کو زخمی کردیا ۔ جھڑپ میں دو مجاہدین بھی شہید ہوئے ۔

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے جنتہ مارکیٹ کے قریب بم دھماکے میں فوج کے تین اہلکار ہلاک اور ایک زخمی ہوا ۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے روڑی میں چھ پولیس اہلکار مجاہدین کو تسلیم ہوئے تھے جنہیں اسلحہ ضبط کرکے علاقے کے مشران کی ضمانت پر رہا کیا گیا ۔

۱۲/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت جنوبی پنجاب، ضلع میانوالی کے علاقے عیسیٰ خیل میں پولیس چیک پوسٹ پر حملہ کیا گیا، جس میں ایک بکتر بند گاڑی اور ایک پولیس موبائل تخریب کا نشانہ بنا، جبکہ چیک پوسٹ میں موجود اہلکاروں کو جانی نقصان پہنچنے کا بھی امکان ہے ۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کے گاؤں علی خیل میں فوج نے مجاہدین پر چھاپہ مارا، جوابی کارروائی میں متعدد اہلکار ہلاک و زخمی کیا اور خود محفوظ رہے ۔

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود میں سخی پل چیک پوسٹ پر ہینڈ گرینڈ اور لیزر گن سے حملہ کیا گیا، جس میں تین پولیس اہلکار زخمی ہوئے ۔

۱۳/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے لنڈی خیل قلعہ پر اسنائپر حملہ کیا گیا، جس میں دو فوجی اہلکار ہلاک اور ایک کیمرہ تخریب کا نشانہ بنا ۔

۱۴/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے شین سترگے کونڈ میں اسنائپر حملے میں ایک فوجی اہلکار زخمی ہوگیا۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل گومل کے علاقے کوٹ اعظم میں فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا گیا، جس میں فوج کی تین گاڑیاں تباہ اور اس میں موجود اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود، چورہ ایف سی چیک پوسٹ پر حملہ ہوا، جس میں چار ایف سی اہلکار زخمی ہوئے۔

۱۵/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت ملاکنڈ، باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ناوگئی میں فوجی پوسٹ پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں دو سیکیورٹی کیمرے تخریب کا نشانہ بنے جبکہ جانی نقصان کا بھی امکان ہے۔

۱۶/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت پشاور، خیبرایجنسی کی تحصیل باڑہ میں واقع شین کمر آرمی پوسٹ پر اسنائپر حملہ ہوا، جس میں ایک فوجی اہلکار زخمی ہوا۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک میں یکے بعد دیگرے دو حملوں میں فوج کے ایک حوالدار سمیت تقریباً ۱۲ اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے ہیں جبکہ فوج کا ایک ڈرون کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔ دو مجاہدین بھی شہید ہوئے۔

۱۷/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے سیر ڈوگ میں فوجی ٹینک پر طالبان نے آرآر۸۲ میزائل سے فوج کی بکتربند گاڑی کو نشانہ بنایا گیا، جس سے وہ تباہ اور اس میں سوار اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۱۸/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل دوسلی کے علاقے اسدخیل میں فوجی گاڑی پر بم دھماکہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں تین فوجی اہلکار ہلاک اور دو زخمی ہوئے۔

صوبہ بلوچستان، تحصیل قلعہ عبد اللہ کے علاقے گلستان میں لیویز پوسٹ پر حملہ کیا گیا، جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

صوبہ بلوچستان، چمن بازار میں مجاہدین کی فائرنگ سے آئی ایس آئی کے دو اہلکاروں کو ہلاک کردیا گیا۔

۱۹/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود کے علاقے غنڈئی میں مجاہدین نے ایم آئی اہلکار تاج اکبر کو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا جس سے وہ شدید زخمی ہوگیا۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل گومل کے علاقے کوٹ اعظم میں مجاہدین اور فوج کے مابین جھڑپ ہوئی جس میں ایک پولیس اہلکار ہلاک اور دو زخمی ہوئے، جبکہ ایک مجاہد بھی شہید ہوا۔

۲۰/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود میں واقع چورہ جبار ایف سی چیک پوسٹ پر طالبان نے اسنائپر سے حملہ کرکے ایک ایف سی اہلکار کو ہلاک کردیا گیا۔

صوبہ بلوچستان، ضلع پشین کے علاقے میرزئی اڈہ میں مجاہدین نے آئی ایس آئی کے ایک سینئر اہلکار عصمت کو

فائرنگ کرکے قتل کردیا۔

۲۱/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت پشاور ،خیبرایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے سورڈنڈ میں فوج نے مجاہدین پر چھاپہ مارا، جوابی حملے میں کئی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے اور مجاہدین محفوظ رہے۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے کوٹ ظفر میں ایم آئی اور سی ٹی ڈی اہلکاروں نے مجاہدین پر گھات لگا کر حملہ کیا، جوابی کارروائی میں دو اہلکار ہلاک ہوئے، جبکہ ایک مجاہد بھی شہید ہوا۔

ولایت بنوں، ضلع بنوں کی تحصیل جانی خیل میں فوجی گاڑی پر مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا جس میں کئی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

ولایت پشاور، خیبرایجنسی کی تحصیل جمرود میں چورہ ایف سی چیک پوسٹ کے قریب چھاپے کی نیت سے آنے والے اہلکاروں پر مجاہدین نے گھات لگا کر لیزر گن سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں ایک اہلکار ہلاک اور دو زخمی ہوئے۔

۲۲/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، لکی مروت کے علاقے سرائے نورنگ منجی والا میں واقع پولیس چیک پوسٹ پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے تعارضی حملہ کیا جس میں ہلاکتوں کا امکان ہے۔

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی پٹونی گاؤں میں طالبان نے فوج پر اسنائپر سے حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کردیا۔

ولایت پشاور، خیبرایجنسی کی تحصیل باڑہ میں فوج نے سورغر کے علاقے میں مجاہدین پر چھاپہ مارا، جوابی کارروائی پر فوج جانی ومالی نقصان کے ساتھ واپسی پر مجبور ہوئی۔

۲۴/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے مری خیل میں مجاہدین نے ایک فوجی پوسٹ پر اسنائپر حملہ کیا جس میں ایک فوجی اہلکار ہلاک ہوا۔

۲۶/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل شوہ کے علاقے دروزندہ کوکی راغزئی میں فوج نے مجاہدین پر چھاپہ مارنے کی کوشش کی، مجاہدین نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے چھاپے کو ناکام بنایا اور بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

۲۷/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل پروا کے علاقے کڑی شموزئی میں فوج کی بکتر بند گاڑی پر بم دھماکہ ہوا، جس میں گاڑی میں موجود اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل پروا کے علاقے کھوئی بہارہ میں چھاپے کی نیت سے آنے والی فوج پر طالبان نے گھات لگا کر جوابی حملہ کیا، دو گھنٹے جاری جنگ میں فوج کے کئی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

ولایت مردان، ضلع مردان کی تحصیل کاٹلنگ کے علاقے زڑہ متہ میں مجاہدین کے ایک جوابی حملے میں پولیس ایس پی اعجاز خان ہلاک جبکہ ڈی ایس پی نسیم خان سمیت دو پولیس اہلکار شدید زخمی ہوئے۔ جھڑپ میں

دو مجاہدین بھی شہید ہوئے ۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے ناونہ میں مجاہدین نے ایک فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کرکے دو فوجی اہلکاروں کو ہلاک کردیا۔

۲۸/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے ٹکواڑہ میں فوج اور امن کمیٹی کے کارندوں نے مجاہدین پر گھات لگانے کی کوشش کی، مجاہدیم انٹیلیجنس کی بروقت اطلاع کی بنیاد پر بھرپور جوابی کاروائی کرکے انہیں جانی و مالی نقصان پہنچایا اور خود محفوظ رہے ۔

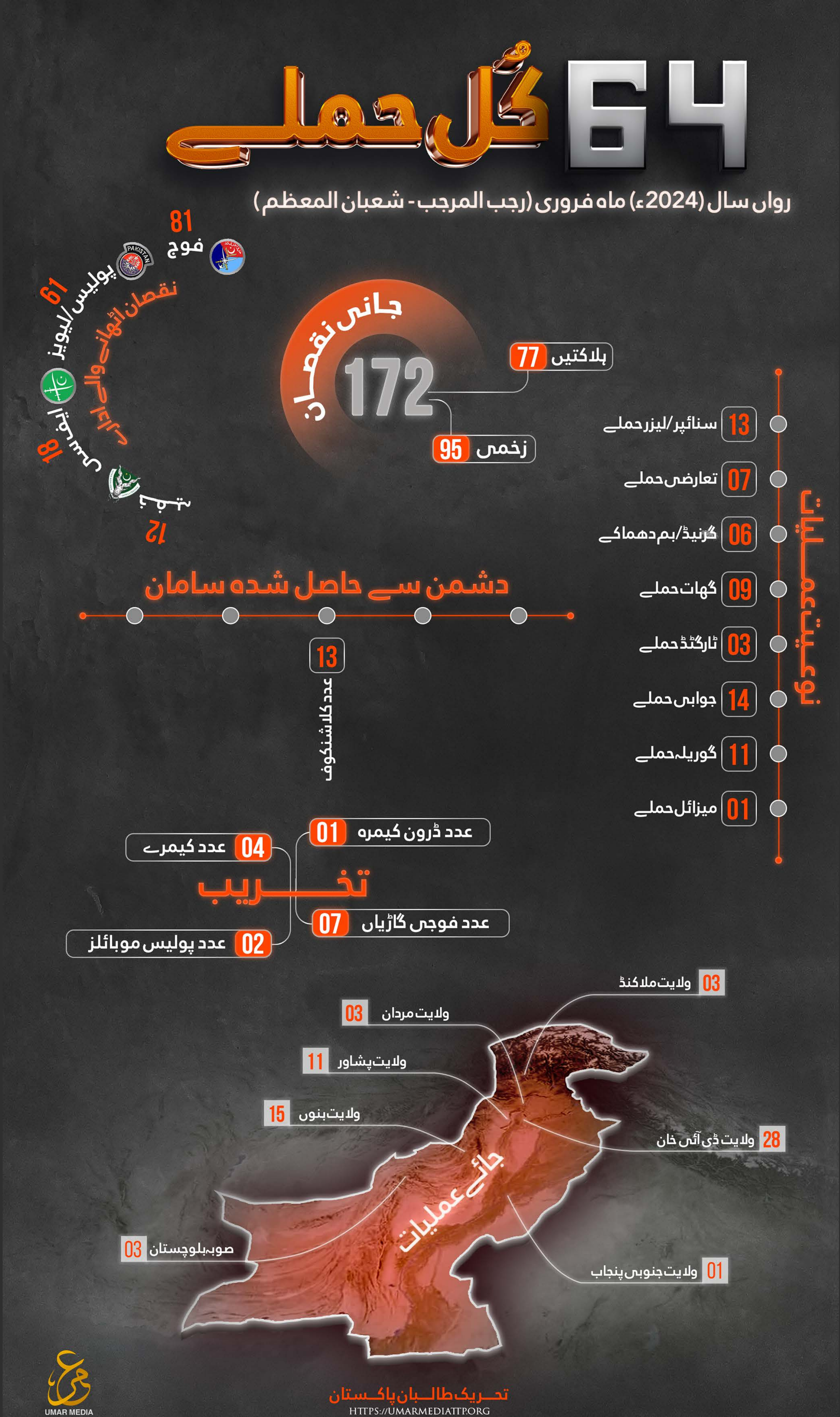
۲۹/فروری/۲۰۲۴ء

ولایت بنوں، ضلع بنوں کے علاقے میراخیل میں مجاہدین کی ایک کارروائی میں پولیس کانسٹیبل رحیم اللہ ہلاک ہوا۔

ولایت بنوں، ضلع بنوں کے علاقے داود شاہ موسم خیل میں عابد نامی سی ٹی ڈی اہلکار کو ٹارگٹ کرکے ہلاک کردیا گیا۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں واقع کھجوری قلعے پر مجاہدین نے تعارضی حملہ کیا جس میں انہیں جانی ومالی نقصان پہنچنے کا امکان ہے ۔

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل سپین وام میں فوج نے مجاہدین پر چھاپہ مارا، بھرپور جوابی کرتے ہوئے مجاہدین نے بیس کے قریب فوجی اہلکاروں کو ہلاک و زخمی کیا جبکہ دو مجاہدین بھی شہید ہوئے ۔



64 کُل حملے
رواں سال (2024ء) ماہ فروری (رجب المرجب - شعبان المعظم)
نقصان اٹھانے والے ادارے
81 فوج
61 پولیس/لیویز
18 ایف سی
12
جانی نقصان
172
77 ہلاکتیں
95 زخمی
نوعیت عملیات
13 سنائپر/لیزر حملے
07 تعارضی حملے
06 گرنیڈ/بم دھماکے
09 گھات حملے
03 ٹارگٹڈ حملے
14 جوابی حملے
11 گوریلہ حملے
01 میزائل حملے
دشمن سے حاصل شدہ سامان
13 عدد کلاشنکوف
تخریب
04 عدد کیمرے
01 عدد ڈرون کیمرہ
07 عدد فوجی گاڑیاں
02 عدد پولیس موبائلز
جائے عملیات
03 ولایت ملاکنڈ
03 ولایت مردان
11 ولایت پشاور
15 ولایت بنوں
28 ولایت ڈی آئی خان
03 صوبہ بلوچستان
01 ولایت جنوبی پنجاب
UMAR MEDIA
تحریک طالبان پاکستان
HTTPS://UMARMEDIATTP.ORG

روزہ کی فضیلت کا بیان

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْــلَمَةَ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الصِّيَامُ جُنَّةٌ، فَلَا يَرْفُثْ، وَلَا يَجْهَلْ، وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، يَتْرُكُ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ، وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي الصِّيَامُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا.

ترجمہ :

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ دوزخ سے بچنے کے لیے ایک ڈھال ہے اس لیے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہیے کہ میں روزہ دار ہوں، (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے) اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے، (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت میرے لیے چھوڑ دیتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور (دوسری) نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی کے دس گنا ہوتا ہے۔

بخاری شریف.

